نمبر ۴۶ | مورخہ ۱۶ اکتوبر سنہ ۱۹۳۲ء | یوم یکشنبہ | مطابق ۱۴ جمادی الثانی سنہ ۱۳۵۱ھ | جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

جناب چودھری فتح محمد صاحب ناظر اعلیٰ ۱۳ اکتوبر ردیرٹ سے واپس تشریف لائے۔

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے روزانہ بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں قرآن مجید کا درس دینا شروع فرمادیا ہے

انتظامات جلسہ سالانہ کا دفتر کھل گیا ہے لیکن روپیہ کی سخت ضرورت ہے۔ احباب کرام کو تحریک چندہ جلسہ سالانہ میں علد سے جلد حصہ لینا چاہیئے ؛

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ختم نبوت کی حقیقت

فرمودہ ۱۶ و ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء

"ختم نبوت بھی ایک عجیب علمی سلسلہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ختم نبوت کو بھی قائم رکھنا ہے۔ اور اسی کے استفادہ سے ایک سلسلہ جاری کرنا ہے۔ یہ تو ایک علمی بات ہے۔ مگر کجا یہ کہ اس سلسلہ کو الٹ پلٹ کر دوسرے نبی کو لایا جائے۔ حالانکہ خدا تعالےٰ کی حکمت اور ارادہ نہیں چاہتا۔ کہ کوئی دوسرا نبی آسکے۔ قطع نظر اس کے کہ وہ شریعت رکھتا ہو۔ یا نہ رکھتا ہو۔ خواہ شریعت نہ بھی رکھتا ہو تب بھی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی دوسرا نبی آپ کے سوا اور آپ کے استفادہ سے الگ ہو کر نہیں آسکتا۔ ساری براہین احمدیہ اس قسم کی باتوں سے بھری پڑی ہے۔ اور بہت سے الہام اسکے ممد و معاون ہیں۔ علاوہ اسکے کما استخلف الذین میں جو استخلاف کا وعدہ ہے۔ یہ بھی اسکی امر پر صاف دلیل ہے۔ کہ کوئی پرانا نبی اخیر تک نہ آئے۔ ورنہ کما باطل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے کما کے نیچے تو مثیل کو رکھا ہے۔ عین کو نہیں رکھا۔ پھر یہ کس قدر غلطی اور جرأت ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے منشاء کے خلاف ایک بات اپنی طرف سے پیدا کر لیجائے۔ اور ایک نیا اعتقاد بنالیا جائے۔ اور پھر کما میں مدت کی بھی تعیین ہے۔ کیونکہ مسیح موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں آیا تھا۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ آنیوالا احمدی مسیح بھی چودھویں صدی میں آتے"

(الحکم ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

اسلامی ممالک کی خبریں

اور

اہم کوائف

حکومت ٹرکی اور غیر ملکی درسگاہیں

انگورہ کا اخبار "ملت" رقمطراز ہے۔ کہ وزارت معارف ترکیہ نے ایک کمیٹی قائم کی ہے۔ جو اس بات کی تحقیقات کریگی۔ کہ جو درسگاہیں غیر ملکیوں کے زیر اہتمام ہیں۔ ان سے غیر ملکی پروپیگنڈا تو نہیں کیا جاتا۔ یا ان کے مقاصد میں کوئی ایسی بات تو داخل نہیں۔ جس کے متعلق اس قسم کا شبہ ہو۔ اُسے بند کر کے منتظمین پر مقدمہ چلایا جائے گا۔

عراق میں اسلامی یونیورسٹی کی تجویز

بغداد میں ایک جمعیۃ علماء الاسلام قائم ہے۔ جو وہاں ایک بلند پایہ یونیورسٹی قائم کرنیکے انتظامات میں مصروف ہے۔ تا عراقی طلباء کو یورپ کے اخلاق سوز اور مسموم فضاء کے اثرات سے محفوظ رکھا جا سکے۔

ترکی میں یونیورسٹی

اگرچہ ترکی میں اس وقت بھی ایک یونیورسٹی قائم ہے۔ جسے دارالفنون کہا جاتا ہے۔ لیکن اُسے بالکل پرانے اصول اور طریق پر چلایا جاتا ہے۔ جس سے طلباء کے اندر کوئی خاص قابلیت پیدا نہیں ہو سکتی۔ کئی سال ہوئے۔ حکومت نے اعلان کیا تھا۔ کہ انقلاب ترکی کی بہترین تاریخ لکھنے والے کو ۵ ہزار پونڈ انعام دیا جائیگا۔ لیکن آج تک کوئی نہیں لکھ سکا۔ اس لئے حکومت نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اُسے توڑ کر یورپ اور امریکہ کے ہم پلہ تین یونیورسٹیاں۔ انگورہ۔ قسطنطنیہ اور دیار بکر میں قائم کی جائیں۔

عقبہ سے برطانی افواج کی واپسی

جریدہ الاہرام قاہرہ کا نمائندہ حیفا سے لکھتا ہے۔ کہ برطانی حکومت نے عقبہ میں اس بہانہ سے اپنی فوج رکھی ہوئی تھی۔ کہ شرق اردن سرحد حجاز کی طرف سے خطرہ میں ہے۔ لیکن سعودی لشکر کے کمانڈر اعظم ابن عقیل نے برطانی کمانڈر کو مطمئن کر دیا ہے۔ کہ اس قسم کا کوئی خطرہ نہیں۔ اس لئے برطانی وزیر جنگ نے عقبہ سے انگریزی افواج کی واپسی کے احکام صادر کر دیئے ہیں۔ الاہرام اسے سلطان ابن سعود کی فتح سے تعبیر کرتا ہے۔

سلطان ابن سعود کو شامی افسروں کی امداد

الفتح قاہرہ لکھتا ہے۔ کہ شام کی عثمانی فوج کے جو افسر الغائے خلافت کے بعد خدمات سے سبکدوش کر دیئے گئے تھے۔ ان کی طرف سے سلطان ابن سعود کو ایک برقی پیغام موصول ہوا ہے۔ کہ ہم آپ کی افواج کے لئے اپنی رضاکارانہ خدمات پیش کرتے ہیں۔ اور ہر اس طاقت سے جنگ کے لئے تیار ہیں۔ جو حرمت بیت اللہ کے خلاف کوئی اقدام کرے۔

حجر اسود کا شکستہ ٹکڑا

ناظرین کو یاد ہو گا۔ کہ ایک افغان نے حجر اسود کا ایک ٹکڑا متبرک سمجھ کر اپنے پاس رکھنے کے لئے توڑ لیا تھا جسے موت کی سزا دی گئی۔ ام القریٰ راوی ہے۔ کہ سلطان ابن سعود نے مجمع عام کے سامنے قبل ایک بڑا جلسہ منعقد کیا۔ اور اپنے ہاتھ سے ٹوٹا ہوا ٹکڑا اس کی اصل جگہ پر لگا دیا۔ جہاں جوڑنے والا مصالحہ پہلے سے لگا یا گیا تھا۔

قرطبہ کی جامع مسجد

آج سے سات سو سال قبل بنو امیہ نے قرطبہ میں ایک عالیشان جامع مسجد تعمیر کی تھی۔ جس میں اسّی ہزار آدمی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ مسلمانوں کے زوال کے بعد اسے گرجا بنا لیا گیا۔ اب انقلاب سپین کے بعد مسلمانوں نے اس کی واپسی کی کوشش شروع کی ہے چنانچہ ان کی جدوجہد کی وجہ سے سپین کے سرکاری حکام نے اس کا معائنہ کر کے شکستہ حصوں کی مرمت کی اجازت دیدی ہے۔

ایک اندوہناک حادثہ

نہایت ہی رنج اور افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ جناب ملک کرم الٰہی صاحب سابق ضلعدار نہر اور حال قائم مقام ڈپٹی کلکٹر کا صاحبزادہ ملک منظور الٰہی ۸؍ اکتوبر کو سرگودھا اور لاہور کے رستہ میں چوکی بھاگٹ والہ کے قریب موٹر لاری کے حادثہ سے جاں بحق ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت قابل اور لائق نوجوان تھا۔ بی۔ اے اور ایل ایل۔ بی کی ڈگریاں حاصل کرنیکے بعد ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کے عہدہ کیلئے امیدوار منظور ہو چکا تھا۔ اور سب ججی کے امتحان مقابلہ کیلئے تیاری کر رہا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ کی مشیت نے اس دنیا کے امتحانات سے فارغ کر کے اپنے پاس بلا لیا ہر شخص کیلئے جو عزیز موصوف سے تعارف رکھتا ہے۔ یہ حادثہ نہایت ہی دردناک اور روح فرسا ہے۔ اور مرحوم کے والدین اور دیگر رشتہ داروں کے صدمہ کا اندازہ لگانا تو ممکن نہیں۔ مرحوم ایک مخلص اور پرجوش احمدی تھا۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں اور دعاء مغفرت کریں۔

ہم اس دردناک حادثہ میں ملک کرم الٰہی صاحب اور انکے تمام خاندان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے جماعت سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ ان کیلئے دعا کی جائے۔ خدا تعالیٰ انہیں صبر و شکر کی توفیق عطا فرمائے۔ اور یہ صدمہ ان کے لئے مدارج روحانیہ کی بلندی کا باعث ہو۔

چندہ جلسہ سالانہ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ارشاد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق ہر ایک احمدی کو چندہ جلسہ سالانہ میں اپنی آمد کا پانچواں حصہ علاوہ ماہواری چندوں کے اخیر اکتوبر ۱۹۳۲ء تک داخل کرا دینا چاہئے؛

ناظر بیت المال۔ قادیان

مملکت نجد و حجاز کے نام کی تبدیلی

۲۸ جمادی الاول کا ام القریٰ راوی ہے۔ کہ نجد و حجاز کے عمائدین نے طائف میں جمع ہو کر تجویز کی تھی۔ کہ ہماری مملکت کا نام "مملکۃ نجد و حجاز مع ملحقات" کی بجائے کوئی ایسا ہونا چاہئے۔ جو وحدت اسلامیہ کے لحاظ سے زیادہ موزوں ہو۔ چنانچہ ان کی تجویز کو منظور کرتے ہوئے سلطان ابن سعود نے اعلان کیا ہے۔ کہ ۲۱؍ جمادی الاول سے ان کی مملکت کا نام مملکۃ عربیہ سعودیہ ہو گا۔

صحرائے عراق میں نمرود کا محل

قاہرہ سے ۲ر اکتوبر کی خبر ہے۔ کہ صحرائے عراق میں جو دنیا کے گرم ترین خطوں میں سے ہے۔ ایک ٹیلہ کے نیچے سے بعض ظروف گلی اور زمانۂ قدیم کی قیمتی اشیاء برآمد ہوئی ہیں۔ جو تین ہزار سال قبل مسیح کے زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ ماہرین آثار قدیمہ کا خیال ہے۔ کہ یہ مقام رو گا دی سلطنت کا دارالحکومت تھا۔ اور اس جگہ پر شاہ مرگون کا محل تھا جو بعض محققین کے نزدیک نمرود کا اصل نام ہے۔

کشمیری پنڈت اور مسلم رہنما کا اعلان

سرینگر ۷ر اکتوبر۔ شیخ محمد عبداللہ اور مسٹر جیا لال کلم کی طرف سے مندرجہ ذیل اعلان شائع ہوا ہے:۔ "کشمیری پنڈتوں اور مسلمانوں کے درمیان صلح کے قائم ہونیکے سلسلہ میں ہندو اور مسلم اخبارات میں چند بیانات شائع ہوئے ہیں۔ جنسے عوام میں ایک بڑی غلط فہمی پیدا ہوئی ہے۔ گزشتہ فرقہ وارانہ فساد کے بعد جو اتفاق قائم ہوا ہے۔ اسکو چند اخبارات نے کشمیر میں رہنے والے پنجابیوں کے مفاد کے منافی ہونیکی رنگت دی ہے۔ اور بعض نے اس اتفاق کو اس امر کا نتیجہ سمجھا ہے۔ کہ کشمیری پنڈتوں نے کشمیری مسلمانوں سے معافی مانگی ہے۔ یہ دونوں بیانات غلط ہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ نہ تو کشمیری پنڈتوں نے مسلمانوں سے معافی مانگی۔ اور نہ ہی مسلمانوں نے کشمیری پنڈتوں سے معافی مانگی بلکہ دونوں فرقوں نے اس بات کو محسوس کیا۔ کہ ان کی قسمت ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور ایک فرقہ دوسرے فرقہ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ لہٰذا آخرکار ہر دو فرقہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۴۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۶ اکتوبر سنہ ۱۹۳۲ء | جلد ۲۰

مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کی جنگی تیاریاں

کیا مسلمان غفلت میں پڑے رہینگے؟

ہندوؤں کی تیاریاں

جس طرح ہندو ایک مقررہ سکیم اور منظم طریق کے ماتحت عرصہ سے تجارتی اور اقتصادی پہلو سے مسلمانوں کو کمزور بنانے اور خود طاقت حاصل کرنے میں مصروف چلے آتے ہیں۔ اور اب وُہ اس حد کو پہونچ چکے ہیں۔ کہ علی الاعلان اور فخریہ رنگ میں اس کا ذکر کریں۔ جیسا کہ گذشتہ سے پیوستہ پرچہ میں ایک تعلیم یافتہ ہندو کے بیان سے ثابت کیا گیا ہے اسی طرح وُہ اس کوشش میں بھی مصروف چلے آ رہے ہیں۔ کہ جسمانی طاقت اور قوت کے ذریعہ مسلمانوں کو کچلنے اور ان کو کلیۃً مغلوب کرکے ذلت و نکبت کے گڑھے میں گرانے میں کامیاب ہو جائیں۔

ہندو و مسلمانوں کی حالت کا مقابلہ

اس کے لئے سب سے پہلی اور سب سے ضروری چیز ایثار پیشہ لیڈروں کا ہونا اور ان لیڈروں پر اعتماد رکھنا۔ ان کی اطاعت کرنا ان کی آواز پر ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہو جانا اور آپس میں متحد ہونا ہے۔ ہندوؤں کو اس میں جس حد تک کامیابی ہو چکی ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کی جو حالت ہے۔ وُہ اسی ہندو کی زبانی سُن لیجئے۔ جس نے مسلمانوں کو اچھوت بنانے کے متعلق ہندوؤں کی سکیم کے ایک گوشہ سے پردہ اٹھاتے ہوئے یہ لکھا ہے۔

اچھوت کو ہم نے اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ اور ان کی جگہ بھرنے کے لئے مسلمانوں کو تیار کر لیا ہے۔ اب اگر مسلمانوں کی آنکھیں کھل بھی گئی ہوں۔ تو چنداں فکر کی بات نہیں۔ کیونکہ میدان ہمارے ہاتھ میں ہے۔ قوم پروری۔ قومی غیرت۔ جائدادیں۔ علم و تجارت ہمارے پاس۔ ہے۔ پھر ہمیں کس چیز کی پرواہ ہے۔

اس کا بیان ہے یہ مسلمان بھائی ہمیں بت پرستی کا طعنہ دیا کرتے ہیں لیکن انہیں دیکھ لینا چاہئے۔ ہمارے بُت مہاتما جی اور مالوی جی کے لباس میں دُنیا میں روشنی دیتے ہیں۔ ان بتوں کے بتلائے ہوئے پروگرام پر چلنا ہر ایک ہندو مرد و عورت کا دھرم ہے۔ ان بتوں کی آواز پر ہندو قوم بڑی سے بڑی قربانی کرنے پر آمادہ ہے۔ مگر اس کے برخلاف مسلمانوں کے پاس کیا ہے۔ آج تک مسلمان کوئی پروگرام مرتب نہیں کر سکے جس پر ساری قوم کو اعتبار ہو سوائے چند لیڈروں کو چھوڑ کر کسی لیڈر میں بھی قربانی کا مادہ نہیں۔ کوئی لیڈر ایک دو سال سے زیادہ اپنی قوم میں عزت قائم نہیں رکھ سکا۔ ہر ایک مسلمان لیڈر ذاتی بنا پر دوسرے لیڈر کو بُرا جانتا ہے۔ کوئی ایسی سوسائٹی نہیں جس میں تمام خیالات کے مسلمان جمع ہو سکیں۔ کوئی خلافتی ہے۔ کوئی احراری ہے۔ کوئی سرکار پرست ہے تو کوئی فرقہ پرست۔ مگر اس کے خلاف ہر ایک ہندو سماجی بھی ہے۔ اور کانگریسی بھی۔ سماج کے پنڈال کے اندر تمام عقیدوں کے ہندو جمع ہو سکتے ہیں آج تک ہندوؤں میں کوئی ایسا لیڈر دیکھنے میں نہیں آیا جس سے ہندو قوم بدظن ہو گئی ہو۔ مسلمان جماعتوں کی اشتہار بازی اس قوم کی بے ضابطگی کی زندہ مثال ہے۔ اپنوں کو بُرا بھلا کہنا مسلمانوں کے اخلاق کا ایک جزو ہے۔ باری باری ہر ایک مسلمان لیڈر اپنی قوم سے گالیاں کھا چکا ہے"۔

تلخ مگر درست حقیقت

ان سطور میں مسلمانوں کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے۔ وُہ نہایت تلخ اور ترش ہے۔ بیحد دل دوز اور تکلیف دہ ہے۔ انتہائی طور پر قابل شرم اور لائق ندامت ہے۔ لیکن کیا اس میں کوئی بات غلط ہے۔ کسی امر میں مبالغہ آمیزی سے کام لیا گیا ہے۔ کوئی نادرست بات بیان کی گئی ہے۔ ہرگز نہیں یہ سب کچھ صحیح ہے۔ روزمرہ کے واقعات اور مسلمانوں کے طریق عمل کا منطقی نتیجہ ہے۔ اور یہی وُہ صورت حالات ہے۔ جسکی بناء پر ہندوؤں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں اپنی کامیابی کا یقین ہے۔ اور انہوں نے مسلمانوں کو شکست فاش دینے اور اچھوت بنانے کی سکیم پر باقاعدہ عمل شروع کر دیا ہے۔ اور اس کے لئے تیاری کو پایۂ تکمیل تک پہونچا رہے ہیں۔

ڈاکٹر مونجے وغیرہ کی سرگرمیاں

ڈاکٹر مونجے اور دوسرے ہندو لیڈر ایک عرصہ سے نہ صرف ہندو مردوں بلکہ ہندو عورتوں کو بھی جنگی تعلیم دے رہے۔ اور انہیں آتشیں اسلحہ کے استعمال کے طریق سکھا رہے ہیں۔ اور حال ہی میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے صرف ایک صوبہ سے ایک لاکھ ایسے والنٹیرز کا مطالبہ کیا ہے۔ جو مرنے مارنے اور ہندو راج قائم کرنے کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے سر سے کفن باندھکر نکل کھڑے ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اعلان کیا ہے۔ کہ "میں اس کام کیلئے مہاراشٹر سے ایک لاکھ والنٹیرز چاہتا ہوں۔ جو سوراجیہ کے حصول کے مقابلہ میں کسی چیز کو عزیز نہ سمجھیں۔ اپنے صوبہ سی۔ پی کے صرف ۸ اضلاع میں میرے پاس دس ہزار اشخاص بالکل تیار ہیں۔ اور برار کے چار اضلاع سے اتنے ہی اشخاص نے وعدہ کیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ باقی مہاراشٹر میرے اس مطالبہ کو پورا کر دیگا۔ دہلی میں ہندو مہاسبھا کے اجلاس کے بعد میں اپنی سکیم کو ظاہر کر دونگا"۔ (پرتاپ ۱۲ ستمبر)

مہاسبھا کے جنرل سیکرٹری کا اعلان

مہاسبھا کا یہ اجلاس ہو چکا ہے۔ اس میں جو کچھ طے کیا گیا ہے۔ اگرچہ اس کی تفصیلات کو نہایت رازداری کے ساتھ پوشیدہ رکھا گیا ہے تاہم مہاسبھا کے جنرل سیکرٹری نے جو اعلان کیا ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ہندو کس قسم کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ اور کس طرح ہندوؤں کے دلوں میں سراسر غلط اور حقیقت کے برعکس امور کے ذریعہ مسلمانوں کے متعلق نفرت و حقارت کے جذبات پیدا کرکے اشتعال دلایا اور مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے یا بدرجہ آخر غلام بنا لینے پر آمادہ کیا جا رہا ہے۔

ہندو مہاسبھا کے جنرل سیکرٹری نے اس مقصود و مدعا کو پیش نظر رکھتے ہوئے آل انڈیا ہندو مہاسبھا کی طرف سے جو اعلان کیا ہے اس میں لکھا ہے۔

"مجھے یہ معلوم ہونے کے بعد افسوس اور تعجب ہُوا۔ کہ حال ہی میں ملک کے مختلف حصوں میں فرقہ دار فسادات ہوئے۔ ان صوبوں میں بھی جہاں ہندو اکثریت میں ہیں۔ اور ان صوبوں میں بھی جہاں وُہ اقلیت میں ہیں۔ ہندو اور مسلم ریاستوں میں بھی یہ وبا پہونچ گئی ہے۔ لیکن ہر ایک فساد میں ہندو ہی ہدف مظالم بنے۔ اور مسلمانوں نے چیرہ دستی کی۔ اسکے علاوہ ہندو عورتوں پر خصوصاً بنگال میں منظم حملے کئے گئے"۔

فرقہ وارانہ فسادات کے متعلق غلط بیانی

مہاسبھا کے جنرل سیکرٹری کا یہ بیان پڑھکر ہر اس شخص کو جو گزشتہ ایام کے فرقہ وارانہ فسادات کے متعلق تھوڑی سی بھی واقفیت رکھتا ہے۔ حیرت ہو گی۔ کہ کس بیدردی سے غلط بیانی اور دروغگوئی سے کام لیا گیا ہے۔ اور محض ہندوؤں کو اشتعال دلانے کے لئے کس طرح واقعات کو سراسر غلط صورت میں پیش کیا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ آج تک نہ صرف ان صوبوں میں جہاں ہندوؤں کی اکثریت ہے۔ بلکہ ان صوبوں میں بھی جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ جس قدر فرقہ وارانہ فسادات ہوئے۔ ان کی ابتداء ہندوؤں کی طرف سے ہوئی۔ اور چونکہ باقاعدہ

تیاری کے بعد وہ فساد شروع کرتے رہے۔ اس لئے مسلمان ان کے بے پناہ مظالم کا ہدف بنے اور ہندوؤں نے چیرہ دستی سے کام لیا حتےٰ کہ مسلمان عورتوں۔ بچوں اور بوڑھوں کو بھی اپنی وحشت اور درندگی کا نشانہ بنانے سے ہندوؤں نے دریغ نہ کیا۔

والنٹیر کور بھرتی کرنیکا اعلان

ان حالات میں ہندو مہاسبھا کی طرف سے جو اعلان کیا گیا ہے اس کی غرض بآسانی سمجھ میں آسکتی ہے۔ اور وہ یہی ہے۔ کہ ہندوؤں کو ازسرِنو مشتعل کر کے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑنے کیلئے تیار کیا جائے۔ چنانچہ مندرجہ بالا سطور کے بعد اصل مطلب یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ

"ہندو مہاسبھا ہندوؤں سے اپیل کرتی ہے۔ کہ اپنے حقوق اور مفاد کی حفاظت کے لئے انتہائی کوشش کریں۔ اور اس غرض کے لئے ہر قصبہ اور ہر ضلع میں والنٹیر کور بھرتی کریں۔ ہندوؤں کو اس وقت نازک صورت حالات کا سامنا ہے۔ اور انہیں ہر ایک ہنگامی مشکل سے عہدہ برآ ہونے کیلئے تیار رہنا چاہئے"

کیا مسلمان تباہ ہو سکتے ہیں

اپنے حق اور مفاد کی حفاظت کا حق ہر قوم کو حاصل ہے لیکن جب اپنے حق اور مفاد کی حفاظت کا مطلب دوسری قوم کو تباہ و برباد کرنا ہو۔ تو یقیناً نشانہ مظالم بننے والی قوم کے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ اپنی حفاظت کا سامان کرے۔ مگر کیا مسلمان تباہ ہو سکتے ہیں۔ کہ اپنے خلاف ہندوؤں کی تیاریوں کو دیکھکر ان میں بھی کوئی حرکت پیدا ہوئی ہے۔ انہوں نے باوجود قلت میں ہونے اور ہندوؤں کی مہربانیوں سے ہر لحاظ سے کمزوری اور بیکسی کی انتہائی حد تک پہونچ جانے کے اپنی ہستی کے قیام کی طرف کوئی توجہ کی ہے

ہندو اس وقت تک کیا کر چکے ہیں

مسلمانوں کو یہ نہ سمجھنا چاہئے۔ کہ ہندو ان کے خلاف ہر جگہ والنٹیر کور بھرتی کرنے کے ابھی اعلان ہی کر رہے ہیں۔ وہ اس وقت تک اس تیاری کے سلسلہ میں خفیہ ہی خفیہ بہت کچھ کر چکے ہیں۔ اب تو کھلم کھلا اس تیاری کو تکمیل تک پہنچانے میں مصروف ہیں۔ چنانچہ سیکرٹری ہندو مہاسبھا کا اپنا بیان ہے۔ کہ "متعدد صوبجات نے والنٹیر منظم کر کے نہایت اچھی مثالیں قائم کر دی ہیں۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ دیگر صوبجات ان کے نقش قدم پر چلینگے۔ اور دیویوں کی عزت اور اپنے حقوق کی حفاظت کیلئے والنٹیر بھرتی کرینگے۔ اور یہ امر ثابت کر دینگے۔ کہ ظلم و ناانصافی خواہ کسی کی طرف سے ہو۔ ہم اس کے خلاف جنگ کرنیکی طاقت رکھتے ہیں"

مسلمان غور کریں

گویا ہندو اب مسلمانوں پر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ "جنگ کرنیکی طاقت رکھتے ہیں"۔ اور یہ اسی طرح ثابت کیا جائیگا۔ کہ ہر جگہ دیویوں کی عزت اور اپنے حقوق کی حفاظت کی آڑ میں مسلمانوں پر عافیت تنگ کر دی جائیگی۔ مسلمان اپنی موجودہ حالت کو دیکھیں۔ اور آئندہ کے متعلق ہندوؤں کے ارادوں اور ان کی تیاریوں پر غور کریں پھر بھی اگر انہیں اپنی حفاظت کی طرف متوجہ ہونے اور اپنے مال و عزت کی حفاظت کا انتظام کرنیکی ضرورت محسوس نہ ہو۔ تو بیشک خواب غفلت میں پڑے رہیں۔ ورنہ جلد سے جلد اپنی ان کمزوریوں کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں۔ جنکی وجہ سے ہندوؤں کو ان پر یورش کرنے کی جرأت ہو رہی ہے اور اپنی حفاظت کی خاطر وہ طریق عمل اختیار کریں۔ جس کی بحالات موجودہ اشد ضرورت ہے۔

جماعت احمدیہ سے خطاب

اس موقعہ پر ہم اپنی جماعت سے بھی چند الفاظ کہنا چاہتے ہیں اور وہ یہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے احمدیہ والنٹیر کور کی جو تحریک فرمائی ہے۔ اور جس کے متعلق باقاعدہ کارروائی شروع ہو چکی ہے۔ اس کی اہمیت اور ضرورت کا اندازہ پیش آمدہ حالات اور ہندوؤں کی جنگی سرگرمیوں سے لگایا جائے۔ اور اسے جلد سے جلد کامیاب بنانیکی پوری کوشش کی جائے۔ عام مسلمان اس پہلو سے بالکل غفلت میں پڑے ہیں۔ اور معلوم نہیں۔ ان کی یہ غفلت کب تک چلی جائے لیکن حالات روز بروز نازک تر ہو رہے ہیں۔ خطرات بڑھ رہے ہیں۔ مسلمانوں کی جان و مال۔ عزت و آبرو اور سیاسی حقوق کو تباہ کرنیکے سامان کئے جا رہے ہیں۔ اس وقت ضرورت ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کا ہر فرد سینہ سپر ہو کر میدان میں نکل آئے۔ اور ہر قسم کی قربانی پیش کرنیکے لئے تیار ہو جائے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے۔ کہ احمدیہ والنٹیر کور کی تحریک کو کامیاب بنایا جائے۔ ہر جگہ والنٹیرز بھرتی کئے جائیں۔ اور ان کی ٹریننگ شروع ہو جائے۔ پس ہر احمدی جماعت کو اس بارے میں انتہائی سرگرمی سے کام کرنا چاہئے۔

کیا ہندو سمجھوتہ کریں گے

ان مسلمانوں نے سخت غلطی کی جنہوں نے ہندوؤں سے سمجھوتہ کی خاطر ان کے دروازہ پر جا کر دستک دی۔ اور جو ہندو لیڈروں سے گفتگو کرنے پر آمادہ ہوئے۔ یہ ہندوؤں کا فرض تھا۔ کہ مفاہمت کا دروازہ کھولتے۔ کیونکہ اکثریت انکی ہے۔ لیکن ہندو ایسا تو اس وقت کرتے جب انہیں مسلمانوں کی کوئی پرواہ ہوتی۔ یا مسلمانوں کے ساتھ کوئی رعایت کرنا تو الگ رہا ان کا اصل حق تسلیم کرنیکے لئے بھی تیار ہوتے۔ جبکہ ہندو اسی بات کے تکرار میں مصروف ہیں۔ کہ مصالحت کی گفتگو انکی طرف سے نہیں شروع ہوئی۔ بلکہ ایک مسلمان لیڈر نے ابتدا کی۔ تو اس سے مصالحت کے متعلق ان کے رویہ کا بخوبی پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ بمبئی سے ۱۱ اکتوبر کو جو تار اخبارات کو بھیجا گیا۔ اس میں بھی تصریح کی گئی ہے۔ کہ

ہندو مسلم مصالحت کے لئے جو گفتگو ہو رہی ہے۔ اس کے سلسلہ میں معلوم ہوا ہے۔ کہ جب ہندو اچھوت مصالحت کا اعلان ہوا تو مولانا ابوالکلام آزاد نے کلکتہ سے پنڈت مالوی کو تار ارسال کیا۔ کہ آپ مہاتما گاندھی سے ہندو مسلم مصالحت کیلئے بھی گفتگو کریں۔ مالوی جی نے مولانا آزاد کو بلایا۔ اور بمبئی میں ان کی وساطت سے گفتگو شروع ہوئی۔ (پرتاپ ۱۲ اکتوبر)

گویا ہندو یہ سننے کے لئے بھی تیار نہیں۔ کہ مصالحت کی ابتدا انہوں نے کی۔ ان حالات میں جو گفتگو ہو رہی ہے۔ اس کے نتیجہ کے متعلق اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں ہے۔ ہندو اس وقت تک سمجھوتہ نہ کرینگے جب تک مسلمان اپنے تمام اہم مطالبات سے دست بردار نہ ہو جائیں۔ اور یہ مسلمانوں کیلئے ناممکن ہے۔

مہاسبھا کا انتباہ

ہندو مہاسبھا کے سرکردہ کارکنوں نے مالوی جی کے نام ایک تار ارسال کیا ہے جس میں ہندو مسلم سمجھوتہ کے متعلق لکھا ہے۔

"کوئی ایسا تصفیہ جس سے پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کو آئینی اکثریت حاصل ہو۔ یا جس میں سندھ کی علیحدگی کا سوال ہو۔ یا مسلمانوں کے لئے ملازمتوں کی تخصیص کر دیجائے۔ ملک میں ابتری کا باعث ہوگا۔ ایسے منحوس اور قوم کو تباہ کرنے والے تصفیہ میں خدا کیلئے حصہ نہ لیجئے۔ ہندوؤں نے اچھوتوں کیلئے محض اس لئے قربانی برداشت کی ہے۔ کہ وہ ان کا مذہبی معاملہ تھا۔ لیکن اب وہ اس قسم کی مزید قربانیوں کے لئے ہرگز تیار نہیں ہیں"

اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ہندوؤں میں مسلمانوں سے مصالحت کی کس قدر خواہش پائی جاتی ہے۔ اور وہ کن امور کو مصالحت کی بنا قرار دینا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد بھی جو مسلمان گفتگو جاری رکھیں۔ ان کی بے غیرتی اور بے حمیتی میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔

پنجاب اور بنگال کا اعلان

مصالحت کیلئے جس بے ڈھنگے پن سے کارروائی شروع کی گئی ہے اس کا لازمی نتیجہ یہی ہونا چاہئے تھا۔ کہ ذمہ دار اور سرکردہ لیڈر اس میں کوئی حصہ نہ لیں۔ اور اس سے علیحدہ رہنے کا اعلان کر دیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور پنجاب و بنگال جو سب سے زیادہ سمجھوتہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہاں کے مسلمان لیڈروں نے لکھنؤ کانفرنس میں شریک ہونے سے انکار کر دیا۔ سر محمد اقبال صدر آل انڈیا مسلم کانفرنس نے تو یہاں تک کہدیا۔ کہ میں اس کانفرنس کو اسلام اور ہندوستان کے مفاد کے خلاف سمجھتا ہوں۔ بنگال کے متعلق مسٹر غزنوی اور ڈاکٹر سہروردی نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ بنگال سے کوئی ذمہ دار مسلمان کانفرنس میں شامل نہیں ہوگا۔

کیا یہ ممکن ہے۔ کہ پنجاب اور بنگال کو نظر انداز کر کے کوئی سمجھوتہ ہو سکے۔ اور اسے عمل میں لایا جا سکے۔ قطعاً نہیں۔

ہندو اور اچھوت

سناتن دھرمی اخبار "مِلاپ" اپنے یکم اکتوبر کے پرچہ میں لکھتا ہے۔ "جہاں تک ہمارا خیال ہے۔ اچھوتوں اور ہندوؤں کا حقیقی معنوں میں آپس میں ملاپ نہیں ہو سکتا۔ تاکہ مہاتما جی کی فاقہ کشی کی مہم کے ساتھ ہندوؤں نے اچھوتوں کیلئے مندر کھول دیئے ہیں۔ ان کو کنوؤں پر چڑھنے کی اجازت دیدی ہے۔ اور ان کو اپنا

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

"زمیندار" کے ادعائے باطل کی حقیقت

33

احمدیت کی مخالفت میں جلب زر کی کمینہ چال

"زمیندار" اور اس کے آقا مولوی ظفر علی صاحب کا وجود بدنصیب مسلمانوں کے لئے رستے ہوئے ناسور کا حکم رکھتا ہے اقتصادی لحاظ سے جسقدر نقصان اس نے مسلمانوں کو پہنچایا۔ وہ بے حد افسوسناک ہے۔ ان گنت روپیہ مختلف قومی و ملی فنڈوں کی آڑ میں اس شخص کے پاس جاچکا ہے۔ اور لاکھوں روپیہ "زمیندار" کی ضمانتیں بھرنے اسے اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے اور ان نقصانات کو پورا کرنے کے بہانہ سے جو وابستگان زمیندار کے مشاغل مخصوصہ کے طفیل اٹھانے پڑے سادہ لوح مسلمانوں سے ہتیا لیا گیا ہے۔ پھر لطف یہ کہ جب کبھی موقع ملا۔ مولوی صاحب اور ان کا اخبار مسلمانوں کے مقاصد قومی و ملی کو نقصان پہنچانے کے درپے ہو گئے

مولوی ظفر علی کی غداریاں

اس اجمال کی تفصیل کے لئے تو شاید کئی جلدوں کی ضخیم کتاب بھی کافی نہ ہوسکے لیکن ثبوت کے طور پر صرف یہ جان لینا کافی ہوگا۔ کہ نہرو رپورٹ جو مسلمانوں کی ہستی کے لئے ڈائنامیٹ سے کم نہ تھی۔ جب شائع ہوئی۔ تو اس کے حق میں پروپیگنڈا کر کے مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے ہندوؤں کا غلام بنا دینے کے لئے "زمیندار" کے کالم مسلسل وقف رہے۔ پھر کانگرس کی مسلم آزاری ثابت ہو چکنے کے بعد مسلمانوں کے سواد اعظم کی رائے کی صریح مخالفت کرتے ہوئے مولوی ظفر علی صاحب اس کے کھوئے ہوئے وقار کو بحال کرنے اور مسلمانوں کے سر دوبارہ اس آفت کو مسلط کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے۔ پھر کشمیر میں مسلمانوں کے خون سے جب ہولی کھیلی گئی۔ تو مولوی ظفر علی اور ان کے فرزند ارجمند ان لوگوں کے ساتھ اور ان کے روپیہ سے جن کے ہاتھ مسلمانوں کے بے گناہ خون سے آلودہ تھے گلچھرے اڑانے اور رنگ رلیاں منانے میں مصروف ہو گئے اور زمیندار نے ان کی تائید و حمایت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا

زمیندار کی ذلت

اس مسلم کش روش کا لازمی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ "زمیندار" اور اس کا مالک مسلمانوں کی نگاہوں سے گر گئے۔ کشمیر کے مختلف مقامات میں زمیندار کے جنازے نکالے گئے۔ سر بازار اس پر جوتیاں برسائی گئیں اور عام مجمعوں میں اسے نذر آتش کیا گیا۔ دوسری طرف مولوی ظفر علی صاحب کو ایک عظیم الشان جلسہ میں ذلیل و رسوا ہونا پڑا۔

پرنٹنگ کمپنی کا ڈھونگ

چونکہ اب بصورت امداد مسلمانوں سے کچھ وصول ہونے کی توقع نہ تھی۔ یا پہلے کی طرح نہ تھی۔ دوسری طرف قرضخواہوں کے تقاضوں۔ ڈگریوں قرقیوں سے ناک میں دم آچکا تھا۔ ادھر غریب و فاقہ کش ملازموں نے جن کی حسب معمول کئی کئی ماہ کی تنخواہیں دبائی گئی تھیں۔ آہ و فریاد سے آسمان سر پر اٹھا رکھا تھا۔ پھر ذاتی اخراجات اور فرزند خوش اطوار کے مصارف کے کسی طرح کم ہونے کی کوئی صورت نہ تھی۔ اس لئے ایک نئی تجویز نکالی گئی۔ اور وہ یہ کہ تجارت اور منافع کی آڑ میں مسلمانوں سے روپیہ کھینچا جائے۔ اس کے لئے پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ کمپنی کی بنیاد رکھی گئی۔ اور اس سلسلہ میں زمیندار کا آخری صفحہ بزبان انگریزی شائع کرنا شروع کر دیا۔

اس کمپنی کی کاروباری حیثیت اور اس کے مستقبل کے متعلق ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ ہر شخص خود سمجھ سکتا ہے۔ کہ وہ "زمیندار" جس کا کاسہ گدائی سالہا سال کی ذلت آفرین گداگری سے نہ بھرا گیا۔ جس کے آقا کو ایک معمولی سی رقم ادا نہ کرنے کی پاداش میں حال ہی میں جیل کی ہوا کھانی پڑی۔ جس نے لہو پسینہ ایک کر کے حق کو ضمیر کشی کر کے مزدوری کرنے والوں کی مزدوری کبھی نہ چکائی جس نے کئی ایک قومی فنڈوں کے روپے کو ہڑپ کر لیا۔ وہ آج جبکہ دیوالیہ ہو چکا ہے اس کی وقعت سنجیدہ اور سمجھدار طبقہ میں ایک کوڑی کی بھی نہیں کیا کمپنی کے حصہ داروں کو منافع ادا کرے گا۔ یا ان کی اصل رقم بھی ہضم کر جائے گا۔

ادعائے باطل

ہمیں جو کچھ کہنا ہے وہ "زمیندار" کے اس ادعائے باطل کے متعلق ہے۔ جو اس نے اپنے ایک صفحہ کو انگریزیت میں رنگتے ہوئے بایں الفاظ کیا ہے:۔

"مسلمانوں کے انگریزی پریس کا استحکام جہاں ستمگرین فرنگ کے ہم رنگ زمین دام کو توڑ کر رکھ دیگا۔ وہاں مغرب اور یورپ میں مرزائے آنجہانی کی قادیانی امت کی شائعات باطلہ کے بھی بخیے ادھیڑ کر رکھ دیگا۔ اور یہ بجائے خود ایک ایسا مہتم بالشان مقصد ہے کہ اس کی تکمیل و اتمام پر مسلمانوں کو اپنی پوری قوت صرف کر دینی چاہیئے"

احمدیت کی مخالفت کا طوفان

معلوم نہیں مولوی ظفر علی صاحب خود اتنی عقل نہیں رکھتے یا لوگوں کو اس قدر کوتاہ فہم خیال کرتے ہیں۔ کہ وہ اتنی سی بات بھی نہ سمجھ سکیں گے۔ کہ جو کام اردو "زمیندار" اپنی ۲۹ سالہ زندگی میں ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے باوجود نہ کر سکا۔ اسے انگریزی کی ایک ورقی سے کرنے کا عزم کسقدر مضحکہ خیز ہے۔ کون نہیں جانتا۔ احمدیت کے آغاز سے ہی اسے کیسے کیسے شدید دشمنوں اور مخالفوں سے واسطہ رہا ہے۔ کفر و عصیان کی تمام قوتیں اور شیطان کی تمام ذریتیں شروع دن سے اس کے استیصال کے لئے اٹھیں۔ جو "زمیندار" سے زیادہ سر توڑ کوشش کیا ہے۔ ہزاروں کتب اخبار رسالے اسی مقصد کے لئے شائع کئے گئے۔ مخالفت میں لاکھوں روپیہ پانی کی طرح بہا دیا گیا۔ ہر جائز و ناجائز ذریعہ مخالفت کے لئے اختیار کیا گیا۔

عرب و عجم کے علماء نے ہندوستان کے مخالفین احمدیت کا ساتھ دیا۔ اور ناخنوں تک زور لگایا۔ سب سے بڑا ہتھیار اور علماء کہلانے والوں کے ترکش کا آخری تیر فتویٰ تکفیر پوری شدت کے ساتھ استعمال کیا گیا۔ ننگ انسانیت مظالم احمدیوں پر عرصہ حیات تنگ کیا گیا۔ انہیں لوازمات زندگی سے محروم رکھا گیا حتیٰ کہ انہوں نے بھوکے اور پیاسے تڑپ تڑپ کر جانیں دیدیں۔ قید و بند کے مصائب میں مبتلا کیا گیا۔ نہایت خطرناک مقدمات میں پھنسایا گیا۔ ان پر قاتلانہ حملے کئے گئے۔ ان کے مردوں کو دفن کرنے سے خدا تعالیٰ کی وسیع زمین پر سے روک دیا گیا۔ بلکہ گڑھے مردے اکھاڑ کر قبروں سے باہر درندوں کے لئے پھینک دئیے۔ حتیٰ کہ احمدیوں کو سنگسار کر کے ہلاک بھی کیا گیا۔

مخالفت کا اثر

لیکن اس کا انجام کیا ہوا۔ کیا احمدیت مٹ گئی۔ کیا اس کی ترقی رک گئی۔ کیا مخالف جو کچھ چاہتے تھے وہ ہو گیا۔ کیا اس حقیقت کے اظہار کی کوئی ضرورت ہے۔ کہ یہ تحریک ایک مقدس وجود سے شروع ہوئی۔ جو بالکل بے یار و مددگار بے کس۔ ناتوان اور دنیوی عز و جاہ اور حشمت و مال سے تہی دست تھا۔ ایک گمنام بستی میں رہنے والے ایک غیر معروف انسان کی طرف سے یہ آواز بلند کی گئی۔ دشمن اس آواز کو سن کر ہنسے اور اپنی نادانی کیوجہ سے خیال کیا۔ کہ یہ جنون ہے۔ جو دنیا کے مقابلہ میں اپنی کامیابی کا دعویٰ کر رہا ہے۔ لیکن دشمنوں کی تمام دشمنی اور مخالفوں کی تمام مخالفتوں کے باوجود یہ آواز بلند ہوتی گئی۔ اور اس سرعت کے ساتھ تمام دنیا میں پھیل گئی۔ جسطرح سرکنڈے کے جنگل میں سے ہوا گزر جاتی ہے۔ یہ دھیمی سی آواز جسکی سرسراہٹ ابتداء میں ناقابل التفات سمجھی گئی۔ آہستہ آہستہ اس قدر بلند ہوئی۔ کہ اس سے دشت و جبل گونج اٹھے۔ ایک معقول متین سنجیدہ۔

تعلیم یافتہ حق و صداقت کے شیدا طبقہ نے اس پر کان دھرے اور اس جھنڈے کے نیچے آکر جمع ہو گیا۔ جس تک پہنچنے کے لئے کانٹوں پر سے چل کر اور انگاروں پر سے گزر کر آنا پڑتا تھا ؎

چھوٹا منہ بڑی بات

لیکن ان تمام حقائق کے پیش نظر آج کسی فریبی یا دھوکا باز کا دنیا کو یہ کہکر جھکہ دینا۔ کہ وہ لغویت اور بیہودگی سے پُر دو چار الٹی سیدھی سطریں لکھ کر "مرزائے آنجہانی کی قادیانی امت کی شائعات باطلہ کے بخیئے اُدھیڑ کر رکھ دیگا" چھوٹا منہ بڑی بات والا معاملہ ہے۔ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا۔ بھلا زمیندار کیا۔ اور احمدیت کے بخیئے اُدھیڑنا کیا۔ ایں خیال است و محال است و جنوں۔ "زمیندار" خود بھی اس حقیقت سے ناآشنا نہیں۔ کہ یہ سب فریب کاریاں ہیں لیکن چونکہ اس کے نزدیک ایسی بے سروپا اور مجنونانہ بڑیں۔ احمدیت کے بے سمجھ اور بغض و عناد کی آگ میں سوختہ دشمنوں سے طلب زر کا ذریعہ ہیں۔ اس لئے ان کی اشاعت کرتا رہتا ہے

سراسر دروغگوئی

"زمیندار" نے اپنے ادعاء باطل کے لئے جو علمی جدوجہد شروع کی۔ اس کی ایک جھلک ضرور ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہوگی ۲۷ ستمبر کی اشاعت میں ایک کالم احمدیت کے خلاف خیش زنی کے لئے وقف کیا گیا ہے جس میں ایک ایسا نامہ نگار جسے اپنے نام کے اظہار کی جرأت نہیں ہوئی لکھتا ہے:۔

"مجھے ایک احمدی خاندان کو قریب سے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اس کے پانچ ممبر تھے۔ میاں۔ بیوی۔ دو لڑکیاں اور ایک لڑکا لیکن کمانے والا صرف مرد ہی تھا جسکی تنخواہ ساٹھ روپیہ ماہوار تھی۔ بڑی لڑکی قابل شادی تھی۔ اور والدین اس فکر میں تھے۔ کہ شادی کریں۔ لیکن ماں بہت غمگین تھی۔ کیونکہ اس کے پاس ایک پائی بھی اس تقریب پر خرچ کرنے کے لئے نہ تھی۔ میں نے اس سے کہا۔ کہ آج کل تو سامان معیشت بہت سستا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ تم نے کچھ بھی انداز نہیں کیا۔ اس بیچاری نے نہایت حسرت کیساتھ کہا۔ کہ بے شک برائے نام ساٹھ روپے کی آمد ہے۔ لیکن میں نے تیس سے زیادہ کی کبھی شکل نہیں دیکھی۔ کیونکہ ایک تو چندہ عام ادا کرنا پڑتا ہے۔ جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لگایا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ بے شمار چندے ہیں۔ جن میں فراخدلی کے ساتھ حصہ لینے کے لئے ہر احمدی کو مجبور کیا جاتا ہے۔ پھر انجمن کی طرف سے جو کتب شایع ہوتی ہیں۔ ان کا خریدنا ہر احمدی پر فرض ہے۔ خواہ کچھ ہو جائے۔ اور پانچ روپیہ ماہوار اس کا خرچ ہے۔ عیدیں اور دیگر تہواروں پر گراں قدر رقوم ادا کرنی پڑتی ہیں۔ وقتی تحریکات اور اپیلیں آئے دن ہوتی رہتی ہیں کبھی کوئی کنواں کھدایا جا رہا ہے۔ اور اس کے لئے چندہ مانگا جاتا ہے کبھی کسی مرمت کے بہانہ سے مسیح موعود کے محلات میں سفیدی کی جاتی ہے اور محصل دروازہ پر آموجود ہوتا ہے کہ روپیہ لاؤ۔ بنئے کا بل روکا جا سکتا ہے۔ حکومت کے واجبات کی ادائیگی کو ملتوی کیا جا سکتا ہے لیکن خلیفہ کا محصل ظالم شائیلاک کی طرح اپنا مطالبہ وصول کرنے کے لئے سختی سے اڑا رہتا ہے"

مطالبہ

اس بیان کے ایک ایک لفظ سے ظاہر ہے۔ کہ اس کے لکھنے والے کو صداقت اور راستی سے کسقدر عناد اور ضد ہے۔ زمیندار کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس قسم کی دروغگوئیوں اور بہتان طرازیوں سے وہ احمدیت کو قطعاً کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ ہاں اپنے حلقہ میں جھوٹ کی اشاعت ضرور کر سکتا ہے۔ اور اس طرح دین و دنیا کی روسیاہی اپنے لئے خرید سکتا ہے۔ بھلا جو لوگ قادیان اور اس کے طریق سے واقف ہیں۔ وہ زمیندار کے اس مضمون نگار پر نفرین اور لعنت بھیجنے اور اسے کذاب سمجھنے کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ مسیح موعود کے محلات میں سفیدی کرنے کے لئے چندہ جمع کرنے کی غرض سے محصل کا احمدیوں کے دروازوں پر جانا۔ انجمن کی طرف سے شایع ہونے والی ہر کتاب کا لازماً خریدنا۔ عیدین اور دیگر تہواروں پر گراں قدر رقوم کی وصولی وغیرہ وغیرہ باتوں میں سے کوئی ایک بھی تو ایسی نہیں۔ جس میں کچھ صداقت ہو۔ کیا زمیندار اور اس کے نقاب پوش نامہ نگار میں ہمت ہے۔ کہ وہ اپنی اس بیہودہ سرائی کا ثبوت پیش کرے ؎

المرءُ یقیس علیٰ نفسہٖ

زمیندار اور اس کا گراں پیشہ مالک اپنی کمینہ ذہنیت پست فطرت اور اپنے معمول سے مجبور ہو کر یہ خیال کرتا ہے۔ کہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکانات بھی اس کے مکانوں کی طرح لوگوں کی زکوٰۃ اور صدقات سے تعمیر ہوتے ہیں۔ لیکن اسے شاید یہ معلوم نہیں۔ کہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے خاندان کی طرح کسی ادنے طبقہ سے متعلق نہیں کہ اس قسم کی بے غیرتی گوارا کر سکے۔ بلکہ یہ وہ عالی خاندان ہے جس کے افراد تلوار کے سایہ میں کھڑے ہو کر بھی جان بخشی کی درخواست نہیں کیا کرتے ؎

قابل غور امر

اس بارے میں یہ امر خاص طور پر قابل غور ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے افراد کو جبر اور زور سے جماعت میں شریک رکھنے کا نہ کوئی سامان ہے۔ اور نہ ہی ایسا کیا جا سکتا ہے۔ پھر اگر احمدیوں کی وہی حالت ہے جس کا نقشہ زمیندار نے کھینچا ہے۔ تو بتایا جائے۔ کہ ان حالات میں سے گزرنے کے لئے انہیں کس چیز نے مجبور کر رکھا ہے اگر وہ اپنے اخلاص سے خدا تعالےٰ کی راہ میں اپنا مال صرف کرتے ہیں خود تکالیف اٹھا کر دین کی اشاعت کے لئے اپنی آمدنی کا ایک معقول حصہ ادا کرتے ہیں۔ تو پھر یہ بھی یقینی بات ہے۔ کہ ان کے منہ سے کبھی حرف شکایت نہیں نکل سکتا۔ اور وہ اسے اپنی خوش قسمتی سمجھتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کے دین کی خاطر انہیں مالی قربانی کی توفیق حاصل ہے ؎

زمیندار ذلت و رسوائی کے گڑھے میں

زمیندار کو سن لینا چاہیئے۔ ایسی دروغ بیانیوں سے نہ احمدیت کو قطعاً نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ بلکہ اپنے ہاتھوں اپنے پاؤں کاٹنے کا مرتکب ہو رہا ہے۔ کیا ابھی تک اسے معلوم نہیں ہوا۔ کہ وہ ذلت اور نکبت کے کتنے گہرے گڑھے میں گر چکا ہے۔ اس کی چیخ و پکار کو کس طرح حقارت اور نفرت کے ساتھ ٹھکرایا جا رہا ہے۔ اور احمدیت کو مٹانے کا مدعی کس طرح پیسے پیسے کے لئے دست سوال دراز کر کے رسوا و ذلیل ہو رہا ہے۔ اگر اس بات کے تسلیم کرنے میں اسے کچھ تامل ہو۔ تو وہ اپنے حال ہی کے پرچہ ۲ اکتوبر سنہ ۱۹۳۲ء کی حسب ذیل سطور کا مطالعہ کرے

"قلم کی تمام قوتیں صرف ہو چکیں۔ دماغ کی تمام صلاحیتیں ختم ہو چکیں ملت کہ ایزد متعال کی رحمت بے پایاں کے بعد ہماری توقعات کا مرجع یہی ہے۔ بار بار نہایت درد و کرب کے ساتھ بیتابانہ درخواستیں کی گئیں۔ کہ اپنے اس خادم کو جو بیست و ہفت سال سے حق کی آواز بلند کر رہا ہے۔ موت و حیات کی کشمکش سے نجات دلانے کی فکر کرے۔ لیکن ملت اور اس کے مسیحا اپنی بوقلموں مصروفیتوں سے اتنا وقت کہاں بچا سکتے تھے۔ کہ ہماری مسیحائی کرتے"

کیا ان سطور کا ایک ایک لفظ یہ نہیں بتا رہا۔ کہ "زمیندار" کی قسمت میں اب ذلت و رسوائی کے سوا اور کچھ باقی نہیں رہ گیا جن لوگوں پر اسے بہت کچھ ناز تھا۔ جو "ایزد متعال کی رحمت بے پایاں کے بعد" اس کی "توقعات کا مرجع" تھے۔ وہ اب اسے منہ لگانے کے روادار نہیں ہیں۔ وہ اپنے قلم کی تمام قوتیں صرف کر چکا۔ اپنے دماغ کی تمام صلاحیتیں ختم کر چکا۔ بار بار نہایت درد و کرب کے ساتھ بیتابانہ درخواستیں "پیش کر چکا۔ مگر کسی نے اس کی طرف توجہ نہیں کی جب بقول خود وہ اس درجہ ذلیل و رسوا ہو چکا ہے۔ اور کوئی پھوٹی کوڑی بھی اس کی طرف پھینکنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ تو پھر کس منہ سے وہ یہ توقع رکھتا ہے۔ کہ احمدیت کے مٹانے کے لئے اسے معین و مددگار مل جائیں گے۔ اور اس کے قلم اور دماغ میں ایسی طاقت پیدا ہو جائے گی۔ کہ خدا تعالےٰ کے قائم کردہ سلسلہ کو درہم برہم کر دے گا۔

دراصل یہ صرف منہ کی باتیں ہیں۔ اور صرف اس لئے کہ اس قسم کی لاف و گزاف کے ذریعہ اسے کچھ نہ کچھ وصول ہوتا رہے۔ مگر یاد رہے۔ کہ یہ کاروبار بھی دیرپا نہیں ثابت ہوگا۔ اور آخر وہی انجام ہوگا۔ جو خدا تعالےٰ کے برگزیدوں کے دشمنوں اور معاندوں کا ہمیشہ ہوتا آیا ہے ؎

تحقیق الادیان

کیا یسوع مسیح عالم الغیب تھا

نیک کہلانے سے انکار

اناجیل میں لکھا ہے ایک مرتبہ "یسوع مسیح" کے پاس کوئی شخص دوڑتا ہؤا آیا اور گھٹنے ٹیک کر اس سے پوچھا اے نیک استاد میں کیا کروں تاکہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث بنوں۔"

سوال نہایت معقول تھا۔ اور یسوع مسیح نے اس کا جواب دیا مگر جواب دینے سے پیشتر آپ نے کہا "تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا" (مرقس $\frac{10}{17}$)

ہمیں اس سے یہ بتانا مقصود ہے۔ کہ عیسائیوں کا یسوع مسیح کو معصوم اور منزہ عن الخطاء کہنا بالکل باطل اور بے ثبوت ہے۔ جب آپ اپنے لئے "نیک استاد" کا خطاب بھی درست قرار نہیں دیتے اور جب آپ کا اپنا یہ ارشاد موجود ہے کہ کوئی نیک نہیں اور یہ کہ مجھے نیک مت کہو تو کسی کا کیا حق ہے کہ ان کو معصومیت کا درجہ دے۔

نور افشاں کا جواب

چونکہ یہ ایک زبردست مطالبہ ہے۔ اور اس سے موجودہ عیسائیت کی بنیادیں ہل رہی ہیں۔ اس لئے اخبار "نور افشاں" ۱۶ ستمبر نے کوشش کی ہے۔ کہ اس کے جواب سے عہدہ برآ ہو۔ مگر جس قدر اس نے ہاتھ پاؤں مارے ہیں۔ اسی قدر زیادہ الجھنوں میں پھنستا چلا گیا ہے۔ اس کی ایک دو مثالیں درج ذیل کی جاتی ہیں تمہیدی سطور میں "نور افشاں" لکھتا ہے۔

خداوند مسیح کی نسبت ایک خاص علامت بتائی گئی تھی۔ کہ حقیقی مسیح میں یہ وصف ہوگا۔ کہ وہ انسان کے اندرونی اور دلی حال کو اپنے غائبانہ علم سے بتلائیگا . . . . چونکہ قوم یہود میں یہ بات مشہور تھی۔ کہ اصلی اور حقیقی مسیح کی یہ پہچان ہوگی۔ کہ وہ لوگوں کے اندرونی پوشیدہ خیالوں کو اپنی پیش بینی اور مسیحائی ذات سے بتلائیگا۔ چنانچہ خداوند مسیح کے نام سے ایک شخص بنام بارکوکاب نے اعلان کیا۔ کہ میں مسیح ہوں۔ بارکوکاب کو بہت سے یہودیوں نے بیچ میں کھڑا کرکے اور اس کی آنکھوں کو مضبوطی کے ساتھ بند کرکے ایک قسم کی آنکھ مچولی کے ذریعہ تھپڑ مارنا شروع کئے۔ اور پوچھا کہ بتلاؤ پہلے کس نے تھپڑ مارا۔ چونکہ یہ نقلی اور بناوٹی مسیح تھا۔ بتانے سے مجبور رہا۔ نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ لوگوں کے غصہ کا پارہ چڑھ گیا اور اس کو جان سے مار ڈالا" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ راقم مضمون اناجیل سے بے خبر ہوتے ہوئے اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ کہ یسوع مسیح کو علم غیب حاصل تھا۔ انہوں نے لکھا ہے سچے مسیح کی یہ علامت بتلائی گئی تھی۔ کہ وہ لوگوں کے اندرونی خیالات کا پتہ دے دیگا۔ اور اسے پوری طرح علم غیب حاصل ہوگا۔ مگر یہ وصف تو اس "یسوع مسیح" میں بھی نہیں پایا جاتا جسے عیسائی سچا مانتے ہیں اس کے لئے چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

پہلا حوالہ

متی $\frac{19}{28-29}$ میں لکھا ہے۔ یسوع مسیح اپنے حواریوں سے فرماتے ہیں۔ "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب ابن آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھیگا۔ تو تم بھی جو میرے پیچھے ہو لئے ہو بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کروگے" اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کو علم غیب ہرگز حاصل نہ تھا۔ کیونکہ اگر حاصل ہوتا تو آپ کو اس بات کا علم ہونا چاہیئے تھا۔ کہ یہوداہ اسکریوطی مرتد ہو جائیگا۔ اور اس طرح بارہ تختوں کی گنتی پوری نہیں ہو سکیگی۔ چونکہ واقعات مابعد نے ان کے خیال کو غلط ثابت کر دکھایا۔ اس لئے معلوم ہو گیا کہ ان کی طرف علم غیب منسوب کرنا محض زیادتی ہے۔

دوسرا حوالہ

اسی طرح متی $\frac{21}{18-19}$ میں لکھا ہے "جب صبح کو پھر شہر جاتا تھا تو اسے بھوک لگی۔ اور انجیر کا ایک درخت راہ کے کنارے دیکھ کر اس کے پاس گیا اور پتیوں کے سوا اس میں کچھ نہ پاکر اس سے کہا کہ آئندہ تجھ میں کبھی پھل نہ لگے"۔ اگر آپ کو علم غیب تھا تو کیوں آپ نے معلوم نہ کر لیا کہ انجیر کا درخت بے ثمر ہے اور میرا اس کی طرف جانا لاحاصل۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ معمولی انسانوں سے بھی کم واقفیت رکھتے تھے۔ کیونکہ عام انسان جانتے ہیں۔ کہ انجیر کے درخت کو کس موسم میں پھل آتا ہے۔ اور کب اس کے پاس پھل کھانے کے لئے جانا چاہیئے۔

تیسرا حوالہ

پھر متی $\frac{24}{36}$ میں لکھا ہے "اس دن اور اس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا نہ آسمان کے فرشتے نہ بیٹا مگر صرف باپ" گویا یسوع مسیح کے نزدیک خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو علم غیب نہیں

چوتھا حوالہ

متی $\frac{26}{39}$ میں لکھا ہے "پھر ذرا آگے بڑھا اور منہ کے بل گر کر یہ دعا مانگی۔ اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے" "اگر ہو سکے" کے الفاظ بتا رہے ہیں۔ کہ یسوع مسیح کو پوری طرح علم نہیں تھا۔ اور کچھ پتہ نہ تھا کہ پردہ غیب سے کیا ظہور پذیر ہونے والا ہے۔

پانچواں حوالہ

مرقس $\frac{5}{25\ تا\ 31}$ میں لکھا ہے "ایک عورت جس کے بارہ برس سے خون جاری تھا۔ اور اس نے بہت حکیموں سے بڑی تکلیف اٹھائی تھی۔ اور اپنا سب مال خرچ کرکے بھی اسے کچھ فائدہ نہ ہؤا تھا۔ بلکہ زیادہ بیمار ہو گئی تھی۔ یسوع کا حال سن کر بھیڑ میں اس کے پیچھے سے آئی۔ اور اس کی پوشاک کو چھوا کیونکہ وہ کہتی تھی۔ کہ اگر میں صرف اس کی پوشاک ہی چھو لونگی۔ تو اچھی ہو جاؤنگی۔ اور فی الفور اس کا خون بہنا بند ہو گیا۔ اور اس نے اپنے بدن میں معلوم کیا۔ کہ میں نے اس بیماری سے شفا پائی۔ یسوع نے فوراً اپنے میں معلوم کرکے کہ مجھ سے قوت نکلی اس بھیڑ میں پھر کر کہا۔ کس نے میری پوشاک چھوئی۔ اس کے شاگردوں نے اس سے کہا۔ تو دیکھتا ہے۔ کہ بھیڑ تجھ پر گری پڑتی ہے پھر تو کہتا ہے مجھے کس نے چھوا" یسوع مسیح کا اس موقعہ پر سوال کرنا بھی بتاتا ہے۔ کہ اسے علم غیب سے کوئی حصہ حاصل نہ تھا۔ ورنہ اس سوال کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔

چھٹا حوالہ

اسی طرح مرقس $\frac{9}{14}$ میں لکھا ہے "جب وہ شاگردوں کے پاس آئے تو دیکھا کہ ان کے چاروں طرف بڑی بھیڑ ہے۔ اور فقیہہ ان سے بحث کر رہے ہیں۔ اور فی الفور ساری بھیڑ اسے دیکھ کر نہایت حیران ہوئی۔ اور اس کی طرف دوڑ کر اسے سلام کرنے لگی۔ اس نے ان سے پوچھا۔ تم ان سے کیا بحث کرتے ہو" سوال بالکل واضح ہے۔ اور اس کا نتیجہ بھی ظاہر ہے۔

ساتواں حوالہ

اسی طرح مرقس $\frac{9}{21}$ میں لکھا ہے۔ ایک لڑکے میں بدروح تھی۔ شاگرد اسے نہ نکال سکے۔ لڑکے کے باپ نے یسوع مسیح سے شکایت کی کہ تیرے شاگرد اسے نہیں نکال سکے۔ آپ نے جلال میں فرمایا "اے بے اعتقاد قوم میں کب تک تمہارے ساتھ رہونگا۔ کب تک تمہاری برداشت کرونگا اسے میرے پاس لاؤ۔ پس وہ اس کے پاس لائے اور جب اس نے دیکھا تو فی الفور روح نے اسے مروڑا۔ اور وہ زمین پر گرا اور کف بھر لا کر لوٹنے لگا۔ اس نے اس کے باپ سے پوچھا یہ اس کو کتنی مدت سے ہے وہ بولا بچپن سے" معلوم ہؤا کہ یسوع مسیح کو علم نہیں تھا کہ یہ بیماری لڑکے کو کتنے عرصہ سے ہے تعجب ہے کہ "نور افشاں" علم غیب کا جاننا حقیقی مسیح کی علامت قرار دیتا ہے لیکن اس کے تسلیم کردہ مسیح میں یہ قطعاً نظر نہیں آتی۔

یسوع مسیح اور بارکوکاب میں مماثلت

پھر نقلی مسیح کے جھوٹ کے ثبوت میں جو واقعہ پیش کیا گیا ہے اسی قسم کا ایک واقعہ یسوع مسیح کے ساتھ بھی پیش آیا مگر تعجب ہے بارکوکاب کو تو جھوٹا قرار دیا جاتا ہے مگر "یسوع مسیح" کو خدا اور ابن خدا قرار بتایا جاتا ہے۔ بیان کیا گیا ہے بارکوکاب کو بہت سے یہودیوں نے بیچ میں کھڑا کرکے اور اس کی آنکھوں کو مضبوطی سے بند کرکے ایک قسم کی آنکھ مچولی کے ذریعہ تھپڑ مارنا شروع کئے اور پوچھا کہ بتلاؤ پہلے کس نے تھپڑ مارا۔ چونکہ یہ نقلی اور بناوٹی مسیح تھا بتانے سے مجبور رہا۔ نتیجہ یہ ہؤا کہ لوگوں کے غصہ کا پارہ چڑھ گیا اور اس کو جان سے مار ڈالا"

بہاولپور میں ایک احمدی کے خلاف تنسیخ نکاح کا مقدمہ

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہاولپور کی عدالت میں دیوبندی مولویوں پر احمدی علماء کی جرح

الفضل کے خاص رپورٹر کے قلم سے

گزشتہ سے پیوستہ

مولوی مرتضیٰ احسن صاحب دربھنگی کا بیان

مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دربھنگی نے اپنی عادت کے مطابق اپنی شہادت کے شروع میں بہت کچھ لاف وگزاف سے کام لیتے ہوئے کہا۔ مرزائیوں کا ارتداد اور کفر ایسا واضح اور صریح ہے کہ اس میں کسی پیچ کی ضرورت ہی نہیں۔ بلکہ ایسے دلائل سے ثابت ہے۔ کہ مطلقاً اس پر جرح نہیں ہو سکتی۔ خواہ مخواہ کوئی جرح میں وقت ضایع کرے۔ تو اور بات ہے۔ مگر آپ دیکھ لیں گے۔ کہ آیا جرح ہو سکتی ہے یا نہیں ؟

آخر مولوی صاحب نے اپنی شہادت پیش کی جس کا ضروری خلاصہ حسب ذیل ہے۔

مرزا صاحب کافر مرتد اور قطعی کافر ہیں۔ اور ایسے کافر کہ ان کے عقائد معلوم ہونے کے بعد جو شخص ان کے کفر اور ارتداد میں شک وشبہ کرے۔ وہ بھی ویسا ہی کافر ہو جاتا ہے۔ مرزا صاحب اور ان کے متبعین ایسے کافر ومرتد ہیں۔ کہ کسی مسلمان مرد و عورت کا نکاح ان کے کسی مرد و عورت سے نہیں ہو سکتا۔ اگر نکاح ہو گیا۔ تو پھر مرد اگر مرزائی ہو جائے۔ تو اس مسلمان عورت کا نکاح بالفعل فوراً فسخ ہو جاتا ہے۔ اس عورت کو اس امر کی بھی ضرورت نہیں۔ کہ جج سے اپنا نکاح فسخ کرائے۔ بلکہ اسے اختیار ہے۔ کہ وہ خود کسی شخص سے نکاح کرے۔ اگر ایسا نہ کرے۔ تو ان کے زن وشوئی کے تعلقات حرام ہوں گے۔ اور اولاد ولد الحرام ہوگی۔ یہ مسئلہ نکاح اس قسم کا ہے کہ دنیا میں جتنے لوگ کوئی معتد بہ مذہب رکھنے والے ہیں۔ ان سب کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ ایک مذہب والے کا نکاح دوسرے مذہب والے سے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ بعض قومیں ایسی بھی ہیں۔ کہ باوجودیکہ دوسری قوم انکے ہم عقیدہ ہوتی ہے۔ پھر بھی ان سے نکاح کو دینا جائز نہیں سمجھتے۔ شریعت نے بھی کفو کا اعتبار کیا ہے۔ یہ نر و مادہ کی خصوصیت باہمی اتنا شدید اثر طبایع پر رکھتی ہے کہ انسانوں سے بڑھ کر جانوروں میں بھی اس کا احساس ہے۔ وہ جانور جن کے جوڑے ہیں۔ سوائے کتے اور کفتار کے ان سب کو یہ احساس ہے۔ کہ ان کی طرف سے کوئی دوسرا نر جفتی نہیں کر سکتا۔ اگر ایسا ہو۔ تو لڑائی ہوتی ہے۔ بلکہ مرنے مارنے پر نوبت آجاتی ہے۔ بخاری شریف میں حدیث آتی ہے۔ کہ ایک بندریا کو اس کے بندر نے ایسے فعل کی وجہ سے دوسرے بندروں کی معیت سے سنگسار کیا۔

میں مرزا صاحب اور ان کے مریدوں کا کفر وارتداد خود ان کی کلام سے ہی ثابت کروں گا۔ اور جو کچھ بیان کروں گا۔ ان کی کتابوں سے ہی بیان کروں گا۔ اب میں مرزا صاحب اور ان کے متبعین کے کفر وارتداد کی وجوہات بیان کرتا ہوں۔

مجسٹریٹ سے گفتگو

اس کے بعد مولوی صاحب نے ایک کتاب قول فیصل پیش کرنی چاہی جس کے متعلق مولوی غلام احمد صاحب مجاہد کا جو دربھنگی صاحب پر جرح کرنے کے لئے پیش ہوئے تھے۔ مجسٹریٹ صاحب سے حسب ذیل مکالمہ ہوا۔

مجاہد میں عدالت کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اگر مولوی صاحب کے پاس بدر اخبار (جس میں اصلی عبارت ہے) موجود ہو تو پیش کر سکتے ہیں۔ اور اگر نہیں۔ تو پھر انہیں یہ کتاب پیش کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے کیونکہ کل مفتی صاحب دیوبند پر جرح کے اثنا میں فیصلہ مکہ اسی وجہ سے پیش نہیں ہونے دیا گیا۔ **جج** (مرتضیٰ حسن سے مخاطب ہو کر) کیا آپ کے پاس اصل کتاب ہے۔ جس کا حوالہ اس میں درج ہے۔ **دربھنگی**۔ اجی یہ مرزائیوں کی شایع شدہ ہے۔ اور ایک مرزائی نے یہ حوالہ درج کیا ہے۔ **مجاہد**۔ (مجسٹریٹ صاحب سے) کیا آپ یہ وجہ صحیح خیال کرتے ہیں۔ **جج**۔ ہاں **مجاہد**۔ اگر یہ وجہ صحیح ہے۔ تو فیصلہ مکہ کے متعلق بھی یہ وجہ موجود تھی۔ کہ ایک اہلحدیث نے اپنے عقیدہ کے مطابق ایک معزز مفتی صاحب کا فتویٰ درج کیا۔ اور خود اسے شایع کیا تھا۔ **جج** (مولوی مرتضیٰ حسن صاحب سے مخاطب ہو کر) آپ کا کیا جواب ہے۔ **دربھنگی**۔ اجی یہ تو خواہ مخواہ کی بحث ہے۔ میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ اہلحدیث کی دو پارٹیوں میں مناظرہ ہوا۔ اور ایک مناظر نے وہ حوالہ دیا اس کو پھر ایک پارٹی نے روئداد کے طور پر شایع کر دیا۔ دوسری پارٹی نے اس حوالہ کو قبول کیا۔ اور رد نہیں کیا۔ اس لئے یہ پیش ہو سکتا ہے۔ **مجاہد** اگر اس عذر کو آپ صحیح تسلیم فرماتے ہیں تو میں عرض کروں گا۔ کہ بالکل اسی طرح اہلحدیث کی دو پارٹیوں کا تنازعہ تھا۔ دونوں کے سربرآوردہ اشخاص کی باہمی خط وکتابت اور گفتگو کی روداد اس کتاب میں درج تھی جسکو آپ نے رد کر دیا تھا۔ اگر قول فیصل تبادلہ خیالات کی روئداد ہونے کی وجہ سے قابل قبول ہے۔ تو فیصلہ مکہ بھی باہمی خط وکتابت اور روئداد حالات کی وجہ سے قابل قبول تھا۔ اگر اسے رد کر دیا گیا۔ تو اسے بھی رد کر دینا چاہیئے۔ جبکہ کل رولنگ ہو چکا ہے۔ تو اس کی آج بھی پیروی ہونی چاہیئے۔ آپ نے کل جب اس وجہ سے فیصلہ مکہ پیش نہیں کرنے دیا۔ کہ ہمارے پاس اس فتویٰ کا اصل حوالہ موجود نہیں تھا۔ تو بالکل یہی وجہ یہاں بھی ہے۔ کہ اخبار بدر کا اصل حوالہ ان کے پاس نہیں ہے۔ **جج** (شاہد کو مخاطب کر کے) آپ کے پاس اصل کتاب نہیں ہے۔ **دربھنگی** جناب بدر ایک اخبار ہے۔ اس کے سب پرچے کون سنبھالتا پھرے۔ **مجاہد** جب ہمارے خلاف کتابوں کے اتنے ٹرنک لائے جا سکتے ہیں۔ تو اخبار کا ایک پرچہ بھی لایا جا سکتا تھا۔ نیز یہی عذر فیصلہ مکہ کے متعلق ہم بھی کر سکتے ہیں۔ اب ایسے عذرات رولنگ کی موجودگی میں کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ **جج** (مولانا مجاہد صاحب سے مخاطب ہو کر) آپ ان کو پڑھ لینے دیں ممکن ہے۔ جس طرح وہ پیش کرنا چاہیں۔ آپ کو اس پر اعتراض نہ ہو۔ اگر آپ کو پھر بھی اعتراض ہوا۔ تو مثل میں نہیں لکھا جائیگا۔ **مجاہد**۔ کیا آپ نے ہمیں فیصلہ مکہ کی عبارت پڑھ لینے دی تھی۔ اور کیا پڑھ لینے اور سن لینے کے بعد رد کیا تھا۔ جب اس وقت آپ نے ہمیں عبارت پڑھ لینے کے بغیر ہی رد کر دیا تھا۔ تو اب ان کو بھی رد کر دیا جانے۔ **جج** (شاہد سے مخاطب ہو کر) اچھا آپ اس کو پیش نہ کریں۔ اپنے استدلال کو کسی اور رنگ میں پیش کر دیں۔

دربھنگی صاحب کا بقیہ بیان

اس کے بعد مولوی مرتضیٰ حسن نے پھر بیان شروع کیا۔ تھوڑا سا بیان ہوا تھا۔ کہ وقت ختم ہو گیا۔ پھر ۲۲ اور ۲۳ کو بقیہ بیان ہوا۔ دوسرے دن اور تیسرے دن اثنائے بیان میں مرتضیٰ احسن نے غیر مبایعین کے شایع کردہ ٹریکٹوں "عقائد محمودیہ" سے خطبات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی بعض عبارتوں کو پیش کرنا چاہا تو مولانا مجاہد صاحب نے اسی گزشتہ رولنگ کی طرف جج صاحب کو توجہ دلائی۔ کہ اگر اخبار الفضل کے پرچے ان کے پاس ہیں۔ تو یہ عبارتیں پیش کر سکتے ہیں۔ ورنہ نہیں۔ مگر نہ معلوم جج صاحب نے اس سوال کو کیوں غیر متعلق قرار دے دیا۔ اور مولوی مرتضیٰ حسن کو ان ٹریکٹوں کے پیش کرنے کی اجازت دیدی۔ اور کہدیا۔ کہ اب میں یہ بحث نہیں سننا چاہتا۔

بہر حال یہ طول طویل بیان ختم ہوا۔ جسے خلاصۃً مولوی صاحب نے

خود یوں آخر پر دہرایا:-

(۱) ایک وجہ مرزا صاحب کے کفر کی یہ ہے۔ کہ دعویٰ نبوت تشریعیہ جو باتفاق امت اور باتفاق مرزا صاحب کفر ہے۔ خود مرزا صاحب نے اپنے صریح کلام میں کیا۔ اور اس کلام میں شریعت کی تفصیل بھی فرمادی۔ (۲) ایک وجہ یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب نے اقرار فرمایا۔ کہ خاتم النبیین کے بعد مطلق نبوت منقطع ہے۔ اور جو دعویٰ نبوت کرے۔ وہ کافر ہے۔ مگر مرزا صاحب نے خود دعویٰ نبوت کیا۔ (۳) ایک وجہ یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب نے یہ بھی فرمایا۔ کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی جدید یا قدیم نہیں آسکتا۔ اور عقیدہ نبوت کو قرآن کا انکار بتایا۔ حالانکہ پھر خود دعویٰ نبوت کیا۔ (۴) ایک وجہ کفر یہ بھی ہے کہ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ کے تشریف لانے کو ختم نبوت کا انکار قرار دے کر اسے کفر ٹھہرایا۔ مگر پھر اپنا نبی ہونا۔ بلکہ اپنے آپ کا حضرت عیسیٰ سے معاذ اللہ ہر شان میں اعلیٰ اور افضل ہونے کا اعلان کیا۔ (۵) ایک وجہ کفر یہ بھی ہے۔ کہ مرزا صاحب نے خود ہی فرمایا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اور آپ کا خاتم النبیین ہونا آیت اور حدیث لا نبی بعدی سے ثابت ہے۔ مگر پھر یہ بھی کہا۔ کہ جو ایسا کہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد نبوت نہیں ہوسکتی۔ وہ کافر ہے۔ (۶) ایک وجہ کفر یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب نے جواز نبوت کو رسول خدا کے بعد کفر قرار دیا ہے۔ مگر پھر اسے فرض اور موجب ایمان قرار دیتے ہیں۔

(۷) ایک وجہ کفر یہ ہے کہ مرزا صاحب دروازہ نبوت کو کھول کر اپنے تک ہی محدود نہیں رکھتے بلکہ یہ کہتے ہیں۔ کہ یہ دروازہ قیامت تک کھلا رہیگا۔ (۸) ایک وجہ کفر یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب ایسی نہیں کہتے۔ کہ رسول خدا صلعم کے بعد کوئی دوسرا نبی آئیگا۔ بلکہ وہ کہتے ہیں۔ ممکن ہے ہزار بار محمد صلعم خود بروز فرمائیں۔ گو رسول خدا کی اس بعثت کے بعد ہزاروں بار انکا بروز ممکن ہے۔ امکان ذاتی نہیں بلکہ امکان وقوعی ظاہر کیا جا رہا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ رسول خدا کی ایک بعثت پہلے تھی۔ اور ایک بعثت ثانیہ تھی ان دونوں باتوں کا حاصل تناسخ ہے۔ اور جو تناسخ کا قائل ہو۔ وہ کافر ہے۔ (۹) ایک وجہ کفر یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب کہتے ہیں۔ میں عین محمد ہوں۔ اس میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صریح توہین ہے۔ (۱۰) ایک وجہ کفر یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب نے دعویٰ وحی کیا۔ حالانکہ علماء کرام کی عبارات سے ظاہر ہے۔ کہ محض دعویٰ نبوت بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کفر ہے۔ (۱۱) ایک وجہ یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب نے اپنی وحی کو قرآن اور تورات اور انجیل کے برابر کہا۔ اس وجہ سے قرآن کریم آخر الکتب نہیں رہتا (۱۲) ایک وجہ کفر یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب اپنی وحی کو وحی متلو بتاتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ اگر اس کو جمع کیا جائے تو کم از کم ۲۰ جزو کی ہوگی (۱۳) ایک وجہ یہ ہے۔ کہ تمام علماء کی تصریح کے مطابق کہ جو شخص کسی نبی کی توہین کرے۔ کسی نبی کو گالی دے وہ کافر ہے۔ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی۔ (۱۴) ایک وجہ یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب نے سرور عالم کی توہین کی۔

(۱۵) ایک وجہ یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب نے حضرت آدم علیہ السلام کی توہین کی ہے (۱۶) ایک وجہ کفر یہ ہے کہ ہر نبی کی مرزا صاحب نے توہین کی (۱۷) ایک وجہ یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب نے احکام شریعت کو بدلا۔ اور علماء کرام اور خود مرزا صاحب کے اقرار سے نسخ شریعت باطل ہے۔ مرزا صاحب نے جو نسخ شریعت کیا اسکی مثالیں حسب ذیل ہیں (۱) مرزا صاحب نے فرمایا۔ مرزائی عورت کا غیر احمدی سے نکاح جائز نہیں (۲) یہ کہ کسی غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔ (۳) یہ کہ جو مجھے نہ مانے وہ کافر ہے (۱۸) ایک وجہ یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب نے نفخ صور سے انکار کیا جس کی خبر قرآن میں ہے (۱۹) ایک وجہ یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب نے قبروں سے مردوں کے اٹھنے کا انکار کیا۔ (۲۰) ایک وجہ یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب نے قیامت کو اس طریق سے نہیں مانا۔ جس طریق سے قرآن و احادیث میں خبر آئی ہے۔ ظاہر الفاظ ہی رکھے۔ مگر معنے دوسرے بیان کئے

درھنگی صاحب پر جرح

۲۳ اگست کو جبکہ درھنگی صاحب پر جرح ہونی تھی۔ عوام بڑے خوش نظر آتے تھے۔ لیکن شروع کے دو چار سوالات جرح پر ہی مجلس کا رنگ بدل گیا۔ اور تمام کمرۂ عدالت میں سناٹا چھا گیا۔ تمام خوشیاں غم سے بدل گئیں۔ مولانا مجاہد صاحب نے یوں جرح شروع کی **مجاہد** مولوی صاحب آپ نے آخر سوال بیان کیا تھا۔ کہ مرزا صاحب کافر ان کے مرید کافر ایسے کافر کہ ان کے کفر میں جو شخص شبہ کرے۔ وہ بھی ویسا ہی کافر اس کی بیوی اس پر حرام بعد کی اولاد ولد الحرام ہوگی اب آپ بتایئے جو شخص حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کو نیک و بزرگ جان کر ان سے عاقبت بالخیر کی دعا کرائے۔ دعویٰ مہدویت میں جھوٹا نہ سمجھے وہ کافر ہوگا۔ یا مسلمان **درھنگی** اگر اس کو مرزا صاحب کے عقائد کفریہ کا علم ہے۔ تو وہ کافر ہے۔ اور اگر علم نہیں تو مسلمان **مجاہد** اگر ایسا شخص اپنی رائے حضرت مرزا صاحب کی کتابیں پڑھنے کے بعد ظاہر کرے۔ بلکہ یہ کہے کہ مرزا صاحب علیہ السلام کی کتابیں حقائق و معارف سے پُر ہیں۔ تو پھر وہ شخص کافر ہوگا یا مسلمان **درھنگی** اگر اسے ان عقائد کا علم ہے اور اس نے ایسی کتابیں پڑھی ہیں جنمیں عقائد کفریہ کا بیان ہے تو وہ کافر ہے ورنہ معذور **مجاہد** اگر اس کو علماء کے فتویٰ کفر کا بھی پتہ ہو۔ اور یہ بھی معلوم ہو۔ کہ فلاں فلاں بات کی بناء پر کفر کا فتویٰ دیا گیا پھر بھی وہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے متعلق وہ رائے ظاہر کرتا ہے۔ جس کا ابھی ذکر آچکا ہے۔ ان کو دعویٰ مہدویت میں سچا سمجھتا ہے۔ تو وہ کافر ہوگا یا مسلمان **جج** آپ اس شخص کا نام کیوں نہیں لیتے۔ وہ کون شخص ہے۔ اس طرح عمومیت کے لحاظ سے کیوں سوال کرتے ہیں **مجاہد** فتویٰ کسی واحد شخص کا نام لیکر نہیں لیا جاتا۔ بلکہ صرف حالات بتا کر عام رنگ میں حاصل کیا جاتا ہے۔ پھر وہ حالات جس کسی کے اندر پیدا ہوں۔ اس پر وہ فتویٰ لگے گا۔ نیز مولوی صاحب نے جو یہ کہا تھا۔ کہ جو شخص مرزا صاحب کے کفر میں شبہ کرے۔ وہ بھی کافر تو کیا یہ فتویٰ نام لے کر انہوں نے بیان کیا تھا۔ نہیں۔ بلکہ عمومیت کے ساتھ بیان کیا تھا۔ اسی طرح میں بھی فتویٰ پوچھتا ہوں۔ **درھنگی** جو شخص مرزا صاحب کی کتابوں کو بلا استثنا حقائق و معارف و ہدایت سے پُر کہتا ہے۔ اور اس کو مرزا صاحب کے عقائد کفریہ کا علم ہے۔ وہ کافر اور اگر ان مضامین کو مدنظر رکھ کر کہتا ہے جو واقعی اچھے ہیں۔ تو پھر معذور اور مسلمان **مجاہد**۔ جو شخص حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے متعلق یہ کہے۔ کہ مرزا صاحب علیہ السلام مسیح اور مہدی ہیں۔ ان کی کتابیں حقائق و معارف سے پُر ہیں۔ ان کی کلام طاقت بشری سے بالا ہے۔ وہ صراط مستقیم پر ہیں۔ ان کے عقائد اہلسنت والجماعت کے مطابق ہیں۔ وہ ضروریات دین میں سے کسی بات کے منکر نہیں۔ ایسا شخص مسلمان ہے یا کافر؟

درھنگی۔ وہ بد نصیب بلاشبہ کافر ہے!

مجاہد۔ کیا ایسے شخص کی بیوی اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ اور اگر وہ تعلقات زن وشوئی رکھیں۔ تو ناجائز ہوں گے۔ اور اولاد ولد الحرام ہوگی یا نہیں؟

درھنگی ہاں ایسے شخص کا نکاح فسخ ہوجائے گا۔ اور تعلقات ناجائز اور اولاد ولد الحرام ہوگی

مجاہد (جج صاحب سے) براہ مہربانی یہ لکھ لیجئے۔

جج آپ آگے سوال کیجئے۔ جب آپ نتیجے کی بات کہیں گے تب میں لکھوں گا۔ ابھی تو عمومیت کے لحاظ سے سوالات ہیں۔

مجاہد۔ جب آپ اس کو لکھیں گے۔ تب میں نتیجہ کی بات بھی عرض کروں گا۔ اب وہی بات پیش ہوگی

جج آپ سوال کیجئے میں لکھ لیتا ہوں

مجاہد۔ (مرتضےٰ حسن کو مخاطب کر کے) اشارات فریدی حصہ سوم صفحہ ... کی یہ عبارت پڑھئے **درھنگی** میں یہاں پڑھانے نہیں آیا۔ **مجاہد** بیشک آپ پڑھانے نہیں آئے۔ مگر پڑھنے تو آئے ہیں اس لئے میں کہتا ہوں۔ یہ پڑھیے

درھنگی۔ مجھے پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

مجاہد۔ آپ کو پڑھنا اور بتانا ہوگا کہ یہ کونسی کتاب ہے۔ اور کس کی لکھی ہوئی ہے۔ **جج** یہ کیا کتاب ہے؟ **مجاہد** مولوی صاحب اس عبارت کو پڑھ کر بتایئے۔ کہ یہ کیا کتاب ہے **جج** آپ بتایئے یہ کیا کتاب ہے؟ **مجاہد** میں اس کتاب کا نام اس کا مصنف ہونا مسل پر لانا چاہتا ہوں اور وہ نہیں آسکتا۔ جب تک شاہد اپنے منہ سے نہ کہے۔ اس لئے میں نے ایسی عبارت پیش کی ہے۔ جس میں اس کتاب کا نام اور مصنف کا نام سب کچھ آجائے گا۔ آپ شاہد سے فرمایئے۔ کہ وہ یہ عبارت پڑھ دیں۔ **جج** مولوی صاحب پڑھ دیجئے۔ **درھنگی** ابھی مجھے کیا ضرورت ہے۔ کہ میں خواہ مخواہ کتابیں پڑھوں اس طرح تو ایک لمبا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

جج (مجاہد صاحب کو مخاطب کر کے) اچھا آپ ہی یہ عبارت پڑھ دیجئے۔ اور یوں پوچھ لیجئے۔ کہ یہ عبارت اس کتاب میں ہے یا نہیں۔ اس پر مجاہد صاحب نے اشارات فریدی صہ سے فارسی عبارت پڑھی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ یہ کتاب اشارات فریدی کا تیسرا حصہ ہے۔ جسے میں رکن الدین لکھتا ہوں اس میں حضرت خواجہ غلام فرید صاحب اطال اللہ بقائہ ونفعنا وایاکم بلقائہ کے ارشادات اور اقوال مبارکہ ہیں۔ اس عبارت پڑھنے کے بعد پوچھا آیا یہ عبارت اس کتاب کی ہے۔ در کھنگی۔ ہاں اس کتاب میں لکھی ہے۔ مجاہد کیا اس کتاب کے آخر میں خواجہ محمد بخش کا یہ اعلان موجود ہے۔ کہ میں نے اپنے والد ماجد کے ان اقوال مبارکہ کو لوگوں کی متعدد درخواستوں کے بعد لکھنے اور شائع کرنے کی اجازت دی ہے۔ در کھنگی ہاں اس کے آخر میں یہ عبارت موجود ہے۔ مجاہد۔ کیا اس کتاب کے صہ ۱۲۳ پر یہ عبارت لکھی ہے کہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام مسیح موعود اور مہدی معہود ہیں صراط مستقیم پر ہیں۔ ان کی کتابوں کو دیکھو کس قدر حقائق و معارف و ہدایت سے پر ہیں۔ ان کا کلام عربی انسانی طاقت سے بالا ہے۔ ان کے عقائد اہلسنت والجماعت کے عقائد ہیں اور مرزا صاحب ضروریات دین میں سے کسی کے منکر نہیں ہیں۔

یہ حوالہ پیش کرنے پر تمام مجلس میں سناٹا چھا گیا مرتضٰی حسن صاحب کی حالت اس وقت دیکھنے کے قابل تھی جو دم بخود ہو چکے تھے۔ آخر جج صاحب نے سکوت کو یوں توڑا۔ جج (مجاہد صاحب سے مخاطب ہو کر) آپ کا اس سے کیا مطلب ہے؟ مجاہد مطلب واضح ہے کہ ہز ہائی نس نواب صاحب بہاولپور اور تمام ریاست کے معزز معتقد پیر حضرت خواجہ غلام فرید صاحب مرحوم کو مولوی مرتضٰی حسن صاحب کافر قرار دیتے ہیں۔ نہ صرف کافر بلکہ ان کے زن وشوئی کے تعلقات ناجائز بتاتے ہیں۔ گویا موجودہ پیر صاحب کے نسب پر بھی حملہ کر رہے ہیں۔ پس اگر حضرت مرزا صاحب پر کفر کا فتویٰ لگ سکتا ہے۔ تو خواجہ صاحب بھی اس فتویٰ سے باہر نہیں۔ اور اگر خواجہ صاحب مسلمان اور مومن ہیں۔ اور اس ریاست بلکہ نواب صاحب کے پیر ہیں۔ تو پھر ان کی گواہی ریاست کے لئے زیادہ معتبر ہے کہ مرزا صاحب مسلمان ہیں۔ اب ریاست خواہ اپنے پیر صاحب کی گواہی تسلیم کرے۔ یا اس مولوی کی۔ جج (مرتضٰی حسن صاحب سے) کیا آپ خواجہ صاحب سے واقف ہیں۔ در کھنگی۔ نہیں جج۔ در کھنگی نہیں جج (مجاہد صاحب سے) جب مولوی صاحب نہ اس کتاب سے واقف اور نہ پیر صاحب سے واقف ہیں تو یہ کتاب ان پر کیسے حجت ہو سکتی ہے۔ مجاہد۔ مجھے ان پر حجت قائم کرنی کی ضرورت نہیں۔ میں تو ریاست کے حکام پر ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اس نکاح میں احمدیوں کے کفر و اسلام کے متعلق رائے اور حکم لگاتے وقت اپنے مقتدر و معزز پیر صاحب کی شہادت کو سامنے رکھ لیں۔ اور ساتھ ہی یہ بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ اس شاہد کی شہادت کی کیا وقعت ہو سکتی ہے جو ہز ہائی نس نواب صاحب بہاولپور اور قریباً تمام ریاست کے پیر و مرشد کو بھی کافر کہتا ہے اور ان کی اولاد پر بھی فتویٰ لگاتا ہے۔ جج۔ ممکن ہے کہ ان کا یہ فتویٰ خواجہ صاحب کے متعلق نہ ہو۔ مجاہد یہ عجیب بات ہے کہ ایک فقرہ ایک شخص کہے تو وہ کافر اور وہی بات دوسرا کہے تو وہ مسلمان۔ دنیا کے باقی سب لوگ حضرت مرزا صاحب کی ایسی تعریف تو کجا محض ان کے کفر میں شبہ کرنے سے مولوی مرتضٰی حسن صاحب کے نزدیک کافر ہو جائیں۔ مگر حضرت خواجہ صاحب اتنی زبردست شہادت تصدیقیہ اور تائیدیہ ادا کرنے سے بھی مسلمان رہیں۔ اور ان پر کفر کا فتویٰ نہ لگے۔ اس کے بعد جرح کا نیا سوال کیا گیا۔ مجاہد۔ فرمائیے مولانا۔ آپ نے اپنے بیان میں جو بندروں والی حدیث بیان کی تھی۔ وہ بخاری میں کہاں ہے۔ اس کا حوالہ دیجئے۔ جج۔ یہ بات مسل میں نہیں آئی۔ مجاہد۔ مجھے مسل سے کوئی تعلق نہیں۔ مجھے کیا معلوم کہ آپ مسل میں کیا درج کرتے ہیں۔ میں تو ان کے بیان پر جرح کرونگا۔ انہوں نے اتر سوں اپنے بیان کے شروع میں یہ واقعہ بیان کیا اور بخاری کے حوالہ سے بیان کیا تھا۔ جج۔ یہ حدیث انہوں نے تمثیلی طور پر بیان کی تھی۔ ایک بات کی وضاحت کرنے کے لئے۔ اس لئے مسل میں نہیں لکھی گئی۔ مجاہد۔ کوئی وجہ ہو۔ جب شاہد کورٹ عدالت میں بیان لکھاتے ہوئے ایک بات بیان کرتا ہے۔ تو میں اس پر جرح کرنے کا حق رکھتا ہوں جج۔ آپ کا یہ حوالہ مانگنے سے کیا مطلب ہے۔

مجاہد۔ میرا مطلب واضح ہے۔ میں گواہ کی علمی پوزیشن اور سچائی عدالت پر واضح کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ایک شخص عالم ہونے کی حیثیت سے لاکھوں انسانوں اور ان کے پیر و مرشد پر فتویٰ لگانے کے لئے عدالت میں آتا ہے مگر اس کی سچائی کی یہ حالت ہے۔ کہ اپنے بزرگ امام پر جھوٹ بولنے سے دریغ نہیں۔ اور صریح غلط حوالہ پیش کرتا ہے۔ ایسا شخص مرزا صاحب پر خلاف حق بات کہنے سے کب رکیگا۔ اگر بخاری کی کتاب میں یہ حوالہ موجود ہے۔ تو دکھائیں اور اگر نہیں۔ تو انہوں نے کیوں عدالت کو دھوکا میں ڈالنا چاہا۔ اور پبلک کے سامنے غلط گوئی سے کام لیا۔

جج۔ چونکہ یہ حوالہ مسل میں نہیں آیا۔ میں اس کے متعلق کچھ پوچھنے کی اجازت نہیں دیتا۔ باقی

احمدی زمینداروں کیلئے نادر موقعہ

بہ تسلسل اعلان مندرجہ "الفضل" مورخہ ۱۲ جون ۱۹۳۲ء

احباب کی اطلاع کے لئے عرض ہے۔ کہ پانچ ہزار ایکڑ زمین جو علاقہ سندھ میں سکھر بیراج پر سنڈیکیٹ نے خریدی تھی اس رقبہ میں سے اندازاً پانسو ایکڑ قطعہ داروں کی ضرورت سے غالباً بچ رہیگی۔ اور ساڑھے چار ہزار ایکڑ تقسیم ہو چکی ہے جو دوست اس بقیہ میں سے زمین خریدنے کے خواہشمند ہوں۔ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۲ء کے اندر اندر روپیہ بھیجدیں جو صاحب روپیہ سب سے پہلے بھیجینگے۔ ان کا حق سب سے اول ہوگا۔ یعنی جس ترتیب سے روپیہ وصول ہوگا اسی ترتیب سے زمین دی جائیگی اس لئے یہ واضح کر دینا ضروری ہے۔ کہ جس صاحب کا روپیہ ایسے وقت میں وصول ہو۔ جبکہ رقبہ قابل فروخت ختم ہو جائے۔ تو ایسے دوستوں کو واپسی رقم پر کسی طرح تکلیف نہ پہونچے۔

اس زمین کی قیمت تقریباً ۲۰۰ روپیہ فی ایکڑ ہے جو ۲۰ سال میں بہ اقساط ادا کرنا ہے پہلی قسط کسی قدر ۱/۲۰ سے زائد ہے یعنی قسط اول جو زیادہ سے زیادہ ۳۰ اکتوبر تک یہاں سے کراچی بھیجنی ہے۔ وہ فی سولہ ایکڑ کے بلاک پر مبلغ ۱۸۴ روپیہ ہے اور فی بلاک مبلغ تیس روپیہ کمپنی کے اخراجات کے لئے ہیں جس نے ہزاروں روپیہ اور وقت صرف کر کے یہ رقبہ سرکار سے حاصل کیا ہے۔ یعنی پہلی قسط پر مبلغ ۲۱۴ روپے دینے ہیں جو صاحب کہ سردست اس رقبہ کی آبادی تک مشترکہ انتظام میں سنڈیکیٹ کے ساتھ شامل رہنا پسند کریں۔ ان کو فی ایکڑ سردست علی الحساب انتظامی اخراجات کے لئے بھی اس رقم کے ساتھ ہی بھیجدینا ضروری ہے یعنی مبلغ ۱۸۴ بابت قسط قیمت و مبلغ ۳۰ حق الخدمت کمپنی اور مبلغ ۱۶ روپیہ فی بلاک اخراجات آبادی کل مبلغ ۲۳۰ روپے ہوتے ہیں جتنے جتنے بلاک خریدار لینا چاہیں۔ اسی حساب سے روپیہ بھیجیں۔ جو صاحب مشترکہ انتظام میں شریک نہ ہوں۔ بلکہ اپنا پسند کریں۔ ان کو صرف فی بلاک ۲۱۴ روپیہ بھیجنا چاہیئے۔ یہ زمین علاقہ امرکوٹ

سُنہری موقعہ سے فائدہ اٹھاؤ

۱۸ اکتوبر سے ۳۰ اکتوبر تک محصولڈاک معاف

کیونکہ محصول ڈاک بہت زیادہ ہو گیا ہے۔ اِس لئے عام طور پر دوستوں کو کسی چیز کے منگوانے کیلئے زیادتی محصولڈاک بہت روک ہوتی ہے۔ سو مبارک ہو کہ یہ روک دور ہو گئی۔ یعنی جو دوست ۱۸ اکتوبر تا ۳۰ اکتوبر اپنی درخواستیں ڈاک میں پوسٹ کرینگے انہیں حسب ذیل ادویہ پر محصولڈاک معاف رہے گا۔ بشرطیکہ کم از کم دو روپیہ کا آرڈر ہو۔ لہٰذا دوستوں کو فی الفور اس سُنہری موقعہ سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے:۔

جناب قاضی اکمل صاحب ناظم الفضل ۲۱ جون ۱۹۲۶ء کے الفضل میں لکھتے ہیں۔ کہ ”نور اینڈ سنز کی ساختہ بعض ادویہ کا میں نے تجربہ کیا مفید پائی گئیں۔ اور یہ امر موجب خوشی ہے۔ کہ منیجر صاحب نور اینڈ سنز کسی دوائی کا اشتہار نہیں دیتے جب تک اسے مختلف آدمیوں پر آزماکر مفید ہونیکا اطمینان حاصل نہ کرلیں۔ امید کہ احباب کرام بھی ادویاتِ مشتہرہ سے فائدہ اٹھائیں گے“

موتی سرمہ جو جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے

ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ جالا۔ پھولا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا دُھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندا۔ ابتدائی موتیابند غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس کا استعمال رکھیں گے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔ قیمت فی تولہ دو روپیہ آٹھ آنے محصولڈاک ۸ر معاف۔

حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان مبارک میں یہی موتی سرمہ مقبول ہے لہٰذا آپ کو بھی یہی بہترین سرمہ ہی استعمال کرنا چاہیئے۔

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم اے سلمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ میں اِس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ میں نے آپ کے موتی سُرمہ کو استعمال کر کے اسے بہت مفید پایا۔ گذشتہ دنوں مجھے یہ تکلیف ہو گئی تھی کہ زیادہ مطالعہ یا تصنیف سے آنکھوں میں درد ہونے لگتا تھا۔ اور دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں سُرخی بھی رہتی تھی۔ ان ایام میں مَیں نے جب بھی آپ کا سرمہ استعمال کیا مجھے یقینی طور پر فائدہ ہوا:۔

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانا اس اکسیر پر ختم ہے اس کے استعمال سے کئی ناتوان اور گئے گذرے انسان از سرِ نو زندگی حاصل کر چکے ہیں۔ اگر آپ بھی عمدہ صحت پاکر پُر لطف زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آج سے ہی اس کا استعمال شروع کر دیں۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے۔ محصول ڈاک ۷ر

جناب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم اکسیر البدن کے متعلق تحریر فرماتے ہیں ”مکرمی شیخ محمد یوسف صاحب موجد اکسیر البدن۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ:۔ میں نہایت مسرت اور شکر گزاری کے جذبات سے لبریز دل لیکر آپکو یہ لکھ رہا ہوں۔ میرے بیٹے عزیز یوسف علی کو پیشاب میں شکر وغیرہ آنیکی شکایت تھی۔ اس نے مجھے ولایت سے خط لکھا میں نے آپ سے اکسیر البدن کی شیشی لیکر بھیجدی۔ اس تازہ ڈاک میں جو اس کا خط آیا میں اس کا اقتباس بھیجتا ہوں۔ وہ لکھتا ہے ”میری صحت جیسا کہ میں نے پہلے لکھا تھا کہ مجھے پیشاب میں شکر وغیرہ آتی ہے اب خدا کے فضل سے بالکل آرام ہو گیا ہے اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ جو آپ نے ایڈیٹر صاحب نور والی دوائی اکسیر البدن بھیجی تھی۔ میں نے استعمال کرنی شروع کر دی جس سے پیشاب کی شکایت بالکل رفع ہو گئی۔ الحمد للہ۔ اب پیشاب بالکل صاف اور تندرستی کا آنا ہے بھوک خوب لگتی ہے جو کھاؤں سو ہضم۔ چہرہ پر بشاشت اور جسم میں چستی۔ غرضیکہ ایک جوانی کا آغاز پاتا ہوں۔ نہایت اعلیٰ دوا ہے۔ ایک شیشی اور روانہ کریں“ شیخ صاحب مجھے عزیز یوسف علی کے اس خط سے بہت ہی خوشی ہوئی۔ اور یہ دوسری مرتبہ اکسیر البدن نے میرے لختِ جگر پر اپنا بےنظیر اثر کیا ہے میں جب خود ولایت میں تھا تو عزیز محمد داؤد کو اس کا استعمال کرایا گیا اسکی صحت مخدوش تھی اور امراض پھیپھڑے کا خدشہ تھا.... مگر خدا نے اکسیر البدن کے ذریعہ اسے ان خطرات سے بچا لیا اور اب میرے دوسرے بیٹے پر اسنے اعجازی اثر کیا ہے۔ میں اس ایجاد پر آپکو مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اس نافع الناس دوا کے لئے خدا تعالیٰ آپکو اجر عظیم دے۔ یہ دوائی فی الحقیقت اکسیر البدن ہے اور میں ہر شخص کو اس کے استعمال کی تحریک کرنے میں دلی مسرت محسوس کرتا ہوں“:۔

اکسیر اعظم

اکسیر البدن کے اجزاء کے علاوہ اسمیں مزید حسب ذیل اجزاء شامل ہیں سونے کا کشتہ۔ کستوری۔ موتی۔ عنبر وغیرہ اس کے فوائد کے کیا کہنے ایک ہی لاثانی دوا ہے۔ اسکی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے مفصلہ ذیل نئی اور پرانی امراض میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے ضعفِ دل ضعف دماغ ضعف اعصاب ضعف باضمہ قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا۔ دل کی دھڑکن۔ سر کا چکرانا آنکھوں میں اندھیرا آنا سب چینی سُستی۔ اداسی۔ ذرا سے کام سے دل کا کانپنا جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کیلئے یہ اکسیر بفضل خدا آخری اور یقینی علاج ہے۔ لاگت کے مقابلہ میں قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک پچیس ۲۵ روپے۔ محصولڈاک ۷ر معاف۔

اکسیر اعظم سے پینتالیس سالہ اٹھارہ سالہ نوجوان بنگیا

جناب ڈاکٹر شبیر محمد صاحب عالی سب اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ (ضلع کوہاٹ) سے لکھتے ہیں۔

”اکسیر اعظم کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی۔ ایک مریض کو جسکی عمر چالیس سال سے تجاوز کر چکی تھی اور جس کو کمزوری تقریباً بیس سال سے تھی استعمال کرائی گئی۔ دورانِ استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اسکے جسم میں رونما ہوئی۔ جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آجتک نہ ہوئی تھی یعنی اکسیر اعظم کے استعمال سے اسکی صحت ایسی ہو گئی جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی ہوئی جوانی کا عالم ہوتا ہے“

اکسیر بواسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے اسکی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے جسے بدقسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہو۔ ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ یہ کسی قسم کا ہو زیادہ سے زیادہ چودہ دن کے استعمال سے جڑ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے قیمت تین روپے۔ محصولڈاک ۷ر معاف۔

موتی دانت پوڈر

مَیلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں۔ اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں تو آج سے ہی اسکا استعمال شروع کر دیں جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کر کے انہیں فولاد کی طرح مضبوط بنا کر موتیوں کی طرح چمکاتا اور بدبوئے دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت کیلئے کافی ہے ایک روپیہ۔ محصولڈاک ۱۱ر معاف بشرطیکہ ایک وقت میں دو شیشیاں خریدی جائیں۔

تریاق اعظم

اِس ایک ہی تریاق سے سر سے لیکر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے گھر میں اس ”تریاق اعظم“ کی شیشی کی موجودگی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے سفر میں اسکی شیشی کا آپکے پاکٹ یا سوٹ کیس میں ہونا یہ اسبات کی دلیل ہے کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپکی پاکٹ میں ہیں اسکے ہر قطرہ میں آبحیات اور ہر مرض کیلئے اکسیر اسکے ایک قطرہ کو حلق سے اُترتے ہی مُردہ جسم میں برقی رو دوڑتی ہے۔ سر کے درد۔ پسلی کے درد۔ گٹھیا کے درد۔ عرق النساء کے درد۔ قولنج کے درد۔ معدے کے درد۔ جگر کے درد۔ گھٹنوں کے درد۔ غرضیکہ جملہ اقسام کے دردوں کیلئے تیر بہدف ہے۔ ناسور۔ جلے ہوئے آبلوں۔ پتلی۔ بخار۔ ہیضہ کیلئے اکسیر قریباً دو صد امراض کا یہ ایک ہی علاج ہے مفصل حالات ترکیب استعمال میں ملاحظہ کیجئے۔ قیمت فی شیشی دو روپے چار آنے۔ محصولڈاک ۵ر معاف۔

رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کیلئے بےنظیر تحفہ ہے مفرح دل اور مقوی دماغ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے۔ بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد۔ دل ہر وقت دھڑکتا سر چکراتا۔ آنکھوں میں اندھیرا آتا اٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے۔ بےچینی گھبراہٹ سُستی اور اداسی چھائی رہتی ہو۔ کام کرنے کو دل نہ چاہتا ہو جسم میں سخت کمزوری انکے لئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس دوا کا ایکبار کا استعمال سال بھر کیلئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بےنیاز کر دیگا۔ ایک ماہ کی خوراک جس میں ۵ تولہ دوا ہے قیمت پانچ روپے ۱۱ر محصولڈاک معاف۔

اکسیر معدہ

ہیضہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ درد شکم۔ اپھارہ۔ بادِ گولہ۔ پیٹ کا گڑگڑانا کھٹی ڈکاریں آنا۔ قے۔ جی کا متلانا۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ سر چکرانا۔ کرم شکم قبض اسہال۔ ریاح۔ کھانسی و دمہ کیلئے تیر بہدف ہے۔ دودھ گھی اور بالائی مکھن وغیرہ ہضم کرنیکا بہترین ذریعہ ہے دماغ حافظہ ذہن کو تقویت دیتی ہے۔ اور دماغی کام کرنیوالوں کیلئے بےنظیر چیز ہے قیمت دو روپے اس دوا کا ہر گھر میں موجود رہنا نہایت ضروری ہے محصولڈاک ۷ر معاف

ملنے کا پتہ: منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

صوبہ سرحد کے امن عامہ کا مسودہ قانون ۱۰ اکتوبر صوبہ کی کونسل میں پیش ہوا۔ وزیر مالیات نے اسے مجلس منتخبہ کے سپرد کرنے کی تحریک کی۔ جو منظور کر لی گئی۔ اس کے رو سے مقامی حکومت مشتبہ اشخاص کو گرفتار کرنے یا زیر حراست رکھنے۔ ان کی منقولہ و غیر منقولہ جائداد پر قابض ہونے آمد و رفت یا بار برداری کے ذرائع مسدود کرنے وغیرہ کی مجاز ہوگی۔ کسی مشتبہ شخص کو ایسے حکم کی خلاف ورزی کے لئے دو سال قید یا جرمانہ کی سزا دی جائیگی۔

صوبہ سرحد کی کونسل میں ایک ریزولیوشن پیش ہونے والا ہے کہ آئندہ کانسٹی ٹیوشن میں ایسی شرط لگا دی جائے کہ مرکزی حکومت صوبہ سرحد کو مقررہ زر امداد ضرور ادا کیا کرے گی۔ خواہ بجٹ پاس نہ ہو یا نہ ہو۔

کراچی اور بمبئی کے درمیان ہوائی ڈاک کی آمد و رفت ۱۵ اکتوبر سے شروع ہو جائیگی۔ یہ انتظام ٹاٹا کمپنی نے کیا ہے۔

جامعۃ المسلمین کی مرضی کے خلاف مولانا شوکت علی صاحب لکھنؤ میں جو کانفرنس منعقد کرنا چاہتے ہیں۔ مسلمان لیڈر عام طور پر اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ بنگال کے لیڈران مسٹر غزنوی اور مسٹر سہروردی نے اسے مسلمانوں کے لئے سخت نقصان دہ قرار دیا ہے۔ احراری بھی اس کے خلاف ہیں۔ نواب سر عبدالقیوم صوبہ سرحد کے مشہور رہنما نے بھی ہندوؤں کی طرف سے معینہ تجاویز پیش ہونے کے بغیر اس کا انعقاد نقصان دہ قرار دیا۔ اور شامل ہونے سے انکار کر دیا ہے۔ مسلم کانفرنس۔ مسلم لیگ اور تمام مقتدر مسلمان اس کے خلاف آواز بلند کر رہے ہیں۔

برار کی ہندو خواتین کی دوسری کانفرنس ۱۱ اکتوبر کو بلدانہ میں منعقد ہوئی۔ جس میں ایک قرارداد میں ہندو دیویوں نے مطالبہ کیا۔ کہ انہیں اپنے خاوندوں کو طلاق دینے کا حق حاصل ہونا چاہئیے۔

مولانا اسمٰعیل غزنوی کے متعلق ہمیں یہ معلوم کر کے افسوس ہوا۔ کہ پولیس خواہ مخواہ ان کی نگرانی کر کے انہیں پریشان کر رہی ہے۔ حالانکہ وہ ہندوستان کی سیاسیات سے آج کل قریبًا علیحدہ ہیں۔ کانگرس یا اس کی کسی تحریک سے انہیں کوئی تعلق نہیں۔ افسران بالا متوجہ ہوں۔

صوبہ سرحد کی کونسل میں اس قسم کا ریزولیوشن پیش کرنے کے لئے ایک ممبر نے نوٹس دیا ہے جس کا مفاد یہ ہے کہ پشاور میں سابق شاہ امان اللہ خاں کی جو ذاتی جائداد ہے اس کا کرایہ وغیرہ اسے پہنچانے کے لئے حکومت معقول انتظام کرے اور موجودہ حکومت افغانستان کو اس پر قابض نہ ہونے دے۔

حکومت بنگال نے ستر سیاسی قیدیوں کو انڈیمان منتقل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ کسی بنگالی آئی ایم ایس کو انڈیمان کا کمانڈنٹ مقرر کیا جائیگا۔

سیٹھ پرشوتم داس (بمبئی کے مشہور تاجر) کے مکان پر ۱۱ اکتوبر کو کانگرسیوں نے اس لئے پکٹنگ کیا۔ کہ انہوں نے ان فرموں سے روئی کی تجارت شروع کر دی ہے جن کے بائیکاٹ کا کانگرس نے حکم دے رکھا ہے۔ پکٹنگ بڑے زوروں پر ہے۔

ٹیٹاگڑھ جیوٹ مل کے اٹھارہ ہزار مزدوروں نے اجرتوں میں تخفیف کے باعث ۱۱ اکتوبر سے سٹرائیک کر دی ہے۔

گوکل سلہٹ گورنمنٹ نے سیالکوٹ میونسپلٹی کے صدر سردار گنڈا سنگھ اور برائے۔ ان کے فرزند سردار ہری سنگھ اور خواجہ حاکم دین کو ممبری سے علیحدہ کر دیا ہے کیونکہ اگزکٹو افسران کے خلاف ہو گئے تھے۔

لاہور پولیس نے نواں کوٹ میں ایک مکان پر چھاپہ مار کر تین نوجوانوں کو گرفتار کیا۔ ان کے قبضہ سے جعلی سکوں کی ایک کثیر تعداد کے علاوہ قلب سازی کا سامان بھی دستیاب ہوا۔

درگیانہ مندر میں اچھوتوں کے داخلہ کے لئے امرتسر کے ایک سناتنی وکیل چونکہ بہت کوشش کر رہے تھے اس لئے ان پر لاٹھیوں سے حملہ کر کے پرانے خیالات کے ہندوؤں نے بہت بری طرح زخمی کر دیا۔

آئرلینڈ کے ایک مقام پر کانگریو پارٹی ایک پولیٹکل اجلاس کر رہی تھی۔ کہ مسٹر ڈی ولیرا کے پیروؤں نے انہیں زبردستی منتشر کرنے کی کوشش کی۔ دونوں طرف سے ریوالور پتھر اور دیگر ہتھیاروں کا آزادانہ استعمال کیا گیا۔ بہت سے آدمی زخمی ہوئے۔ پولیس نے بہت مشکل سے امن قائم کیا۔

چٹاگانگ کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے بہت سے لوگوں کو نوٹس دئے ہیں۔ کہ وہ ایک ماہ تک اپنے گھروں سے باہر نہ نکلیں۔ کیونکہ ان پر انارکسٹوں کی امداد کا شبہ کیا جاتا ہے۔

فیروزپور کے ایک سب انسپکٹر کو جو کسی تفتیش کے سلسلہ میں جوڑانوالہ گیا ہوا تھا۔ ایک مخبر کے ذریعہ قریب ہی ایک مشہور ڈاکو کی موجودگی کا علم ہوا۔ حسب تجویز سب انسپکٹر نے زنانہ لباس زیب تن کیا۔ اور مخبر ڈاکو کو اس کی خریداری پر آمادہ کر کے لے آیا۔ قیمت طے ہو رہی کہ سب انسپکٹر نے ریوالور دکھا کر ڈاکو کو گرفتار کر لیا۔

نردوٹ جمیل سنگھ کے ۲۹ سزا یاب ہندوؤں میں سے ۱۹ کو سشن جج گورداسپور نے ضمانت پر رہا کر دیا ہے۔

ہز ایکسی لنسی سردار سکندر حیات خاں قائم مقام گورنر پنجاب ۱۱ اکتوبر کو بسلسلہ دورہ اپنے ضلع کیمبل پور تشریف لے گئے۔ جہاں سرکاری افسران اور علاقہ کے معززین کو شرف ملاقات بخشا۔ میونسپلٹی اور ڈسٹرکٹ بورڈ کی طرف سے آپ کو ایڈریس پیش کیا گیا۔ جس کے جواب میں آپ نے مفصل تقریر فرمائی۔

سول کے نامہ نگار نے لکھا ہے کہ تیسری گول میز کانفرنس میں مسلمانوں کی طرف سے سر آغا خاں۔ ڈاکٹر محمد اقبال۔ چوہدری ظفر اللہ خاں۔ ڈاکٹر شفاعت احمد مسٹر عبدالحکیم غزنوی اور غالبًا سر محمد یعقوب یا سر غلام حسین۔ ہدایت اللہ نمایندگی کرینگے

والئے افغانستان کے بھائی شاہ ولی خاں سفیر پیرس نے کابل جاتے ہوئے ۱۱ اکتوبر کو اہل پشاور کی طرف سے ایک ٹی پارٹی کے موقعہ پر مقامی اسلامیہ کالج کے لئے دو ہزار کے عطیہ کا اعلان کیا۔

بمبئی پولیس نے ۱۱ اکتوبر کو وکٹوریہ ٹرمینس پر ایک انارکسٹ ہندو کو گرفتار کیا۔ جس کے متعلق معلوم ہوا ہے۔ کہ اس نے ۲۳ جولائی کو جبکہ وہ صوبہ سرحد میں ٹرین میں سفر کر رہا تھا۔ ایک پولیس افسر پر ریوالور سے فائر کیا تھا۔

پنڈت مالوی ۱۲ اکتوبر کو بمبئی سے بعزم پنجاب روانہ ہو گئے ہیں۔ آپ سارے صوبہ میں ہندو مسلم سکھ سوال کے سلسلہ میں دورہ کریں گے۔

بنگال گورنمنٹ نے گزٹ میں اعلان کر دیا ہے کہ کوئی شخص تلوار۔ خنجر۔ برچھی۔ بندوق۔ لاٹھی۔ حتی کہ چھڑی لے کر کسی پبلک جگہ پر نہیں جا سکتا۔ اس حکم پر یکم نومبر سے ایک سال تک عمل رہیگا۔

صوبہ سرحد کی کونسل میں ایک ریزولیوشن پاس ہوا ہے کہ آئندہ جوڈیشل آسامیوں میں پچاس فیصدی امیدوار بار میں سے لئے جائیں۔ اور باقی پچاس فیصدی فرقہ وار طریقہ سے پر کی جائیں۔

بمبئی لیجسلیٹو کونسل کی مسلم پارٹی نے متفقہ فیصلہ کیا ہے کہ چونکہ ہندوؤں کی طرف سے صلح کے لئے معین تجاویز پیش نہیں کی گئیں۔ اس لئے لکھنؤ کانفرنس کا بائیکاٹ کیا جائے۔

امرتسر۔ کانپور۔ دہلی اور دیگر کپڑے کی اہم منڈیوں کے سوداگروں نے ایک انجمن قائم کی ہے جو غیر ملکی کپڑے کے بائیکاٹ